

## اخوتِ اسلامی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبَاتٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» [صحيح البخارى، رقم: ۲۴۴۲]

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، پس اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ظلم ہونے دے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی ایک مصیبت کو دور کرے اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت کو دور فرمائے گا، اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب چھپائے گا۔“

## ثواب

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے پیسہ دیا ہے وہ عام طور پر ایسا کرتے ہیں کہ اپنے ملازموں اور ماتحت کارکنوں کو تو صرف واجبی تنخواہ یا اجرت دیتے ہیں۔ دوسری طرف کانفرنس یا ریلیف فنڈ یا مشہور اداروں کو بڑی بڑی رقمیں دے کر خوش ہوتے ہیں۔ اگر ان سے پوچھئے کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو وہ کہیں گے کہ ملازم یا کارکن کو جو رقم دی جاتی ہے وہ تو ان کے کام کی اجرت ہوتی ہے اس پر ہم کو ثواب نہیں ملے گا۔ انھوں نے ہماری خدمت کی اور ہم نے ان کو معاوضہ دے دیا اس پر ثواب کیسا؟ یہ تو دونوں طرف سے معاملہ برابر ہو گیا۔ اس کے برعکس اداروں اور ملی کاموں میں جو رقم دی جاتی ہے ان کے متعلق یقینی ہے کہ ان پر ثواب ملے گا۔

مگر اس کی تہ میں اصل بات کچھ اور ہے اور یہ جواب محض اصل بات پر پردہ ڈالنے کی ایک کوشش ہے۔ اصل یہ ہے کہ ہر آدمی کے دل میں یہ چھپی ہوئی خواہش موجود ہے کہ وہ جو کچھ دے اس کا معاوضہ اس کو اسی دنیا میں ملے۔ غریب آدمی یہ معاوضہ پیسہ کی صورت میں چاہتا ہے مگر جن لوگوں کے پاس کافی پیسہ آ جاتا ہے ان کو جس معاوضہ کی تمنا ہوتی ہے وہ سماجی حیثیت (سوشل اسٹیٹس) ہے۔ یہی وہ چھپی ہوئی خواہش ہے جو اس قسم کے لوگوں کے انفاق کا رخ بڑی بڑی قابل ذکر مدوں کی طرف کر دیتی ہے۔

ظاہر ہے کہ غریب ملازم یا کارکن یہ معاوضہ دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس کے پاس نہ اخبار ہوتا ہے نہ اسٹیج۔ اس کے پاس نہ اونچی بلڈنگوں والے ادارے ہیں اور نہ استقبال کرنے والا حلقہ۔ مگر ایک شخص جب کسی مشہور ادارہ یا کسی ”عظیم الشان“، ملی مہم میں رقم دیتا ہے تو اس کو امید رہتی ہے کہ اس کو شان دار معاوضہ ملے گا..... جلسوں کی صدارت، عوامی مواقع پر نمایاں نشست، اداروں میں پرزور استقبال، سماجی حیثیت میں اضافہ، اخباروں میں نام چھپنا اور بڑے بڑے لوگوں کی صف میں جگہ ملنا، وغیرہ۔

ثواب کا تعلق نیت سے ہے نہ کہ قابل تذکرہ مدوں سے۔ ثواب حقیقتاً اس عمل میں ہے جو صرف اللہ کی رضا کے لیے کیا گیا ہو۔ ثواب یہ ہے کہ اللہ کی خاطر ایسی مدوں میں دیا جائے جو لوگوں کو دکھائی نہیں دیتیں۔ ان مواقع پر خرچ کیا جائے جہاں ہر قسم کے دوسرے محرکات حذف ہو جاتے ہیں۔ جس انفاق کا فائدہ اسی دنیا میں وصول کر لیا گیا ہو اس کا فائدہ کسی کو آخرت میں ملے گا تو کیوں ملے گا۔

لوگ دکھائی دینے والے مقامات پر انفاق کر رہے ہیں حالاں کہ خدا ان کے انفاق کو قبول کرنے کے لیے اس مقام پر موجود ہے جو ظاہر پرست انسانوں کو دکھائی نہیں دیتا۔

[بہ شکر یہ: اللہ اکبر۔ از مولانا وحید الدین خاں]

# فہرست

1	اخوتِ اسلامی	جواہر پارے ❀
2	ثواب (مولانا وحید الدین خاں)	کلمۂ طیبہ ❀
5	یہ ہے دارالدعوت السلفیہ (حافظ احمد شاکر)	اداریہ ❀
7	مسئلہ تکفیر (ترجمہ: غلام مصطفیٰ ظہیر)	احکام و مسائل ❀
12	قبروں کو پختہ بنانے..... (حافظ محمد شہباز)	عقائد و اعمال ❀
20	آؤ مل بیٹھیں! (محمد نصر اللہ ساقی)	اخلاق و آداب ❀
22	کیا خلیفہ کے لیے قریشی ہونا..... (عبداللطیف ثاقب، ملتان)	سیاست و حکومت ❀
24	مولانا حافظ قاری عبدالحق رحمانی (مولانا حافظ صلاح الدین)	یاد رفتگان ❀
28	2006ء کے مسافرین آخرت (محمد سلیم چنیوٹی)	تبصرۂ کتب ❀
32		
35	نعتیں رباعیات (عبدالعزیز خالد)	شعر و ادب ❀

## گناہوں سے استغفار

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ فَبِهِمْ وَ لَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ [آل عمران: ۱۳۵]

”اور جو لوگ کہ جب وہ کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں، یا اُن سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اللہ پاک کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو بخش دے اور وہ اپنے برے کاموں پر جان بوجھ کر ہٹ دھرمی نہیں کرتے۔“

## گناہ کی حیثیت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

«إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ، يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ فَقَالَ بِهِ هَكَذَا»

”مومن اپنے گناہوں کو اس طرح سمجھتا ہے جیسے وہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہو اور ڈر رہا ہو کہ کہیں وہ اس پر گر نہ پڑے، اور بدکار آدمی اپنے گناہوں کو اس طرح سمجھتا ہے جیسے کوئی مکھی اس کی ناک پر سے گزرے تو وہ اس کو اپنے ہاتھ کے ساتھ ہٹا دے۔“ [صحیح البخاری، رقم: ۶۳۰۸]

19 تا 25 جنوری 2007ء..... (40)..... 28 ذوالحجہ 1427ھ

شہاد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”سید الاستغفار“ (مغفرت مانگنے کے سب کلمات کا سرور) یہ ہے کہ آدمی یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ، وَاَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ -

”اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں۔ میں اپنی طاقت کے مطابق تجھ سے کیے ہوئے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔ ان بری حرکتوں کے عذاب سے جو میں نے کی ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ مجھ پر تیری جو بھی نعمتیں ہیں ان کا اقرار کرتا ہوں اور میں اپنے گناہ کا بھی اعتراف کرتا ہوں۔ اس لیے میری مغفرت فرما دے کہ تیرے سوا اور کوئی بھی گناہوں کو معاف نہیں کرتا۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے دل سے ان کو کہہ لیا اور اسی دن شام ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا، تو وہ جنتی ہوگا اور جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے رات میں ان کو پڑھ لیا اور پھر صبح ہونے سے پہلے اس کا انتقال

ہو گیا تو وہ جنتی ہوگا۔ [صحیح البخاری، رقم: ۶۳۰۶]

# یہ ہے دارالدعوة السلفیہ

اداریہ ————— حافظ احمد شاکر

دارالدعوة السلفیہ کے پانچ شعبہ جات مصروف عمل ہیں: ① مدرسہ مصباح القرآن، ② ہفت روزہ الاعتصام، ③ محمد عطاء اللہ حنیف لائبریری، ④ المجلس العلمی السلفی، ⑤ مسجد اہل حدیث۔

① ..... مدرسہ مصباح القرآن: کا اجراء ۱۹۶۴ء اپریل میں کیا گیا، جس میں صرف مقامی بچوں کے لیے قرآن کریم حفظ اور ناظرہ کا انتظام ہے اور جس سے اوسطاً سالانہ تین بچے حفظ قرآن کی نعمت سے مالا مال ہوتے ہیں۔

② ..... ہفت روزہ الاعتصام: کی اشاعت جولائی ۱۹۶۹ء میں دوبارہ اس کے ناشر ہی کے ذمہ آ گئی جسے مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ نے مکمل جاں فشانی سے سنبھالا اور ادا کیا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے فضل، ناشر کے اخلاص اور احباب کے تعاون سے اب تک جاری و ساری ہے، اور جسے جماعتی جرائد و رسائل میں اپنی طول عمری اور تسلسل..... یعنی بلاناغہ..... کا اعزاز حاصل ہے۔

③ ..... محمد عطاء اللہ حنیف لائبریری: ۱۹۸۰ء جو تقریباً ایک صد اعیان جماعت کی موجودگی میں مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کی ذاتی کتب جماعت اہل حدیث کے نام وقف کرنے کے اعلان کے بعد وجود میں آئی تھی۔ اس وقت اس لائبریری میں تقریباً سترہ ہزار کتب..... ٹائٹل/مکمل کتب۔ جلدیں یا اجزاء نہیں..... موجود ہیں۔ اس لائبریری میں مولانا کی ذاتی کتب کے علاوہ چار مرتبہ وسیع اضافے ہوئے: (۱) جناب عثمان ابراہیم (گوجراں والا) نے بھوجیانی ہونے کے ناطے سے اپنے وزارت تعلیم کے دنوں میں لائبریری کے لیے ایک خطیر رقم عطا کی تھی جس سے صرف نئی کتب خریدی گئی تھیں۔

(۲) برادر گرامی جناب عارف جاوید محمدی (حال کویت) کے تعاون و دل چسپی سے جزوی طور پر ایک قدیم کتب خانہ خرید کر اس میں شامل کیا گیا تھا۔

(۳) جماعت کے نامور محقق اور فاضل استاذ مولانا محمد عبدہ الفلاح رحمہ اللہ کے ورثاء نے ان کا موجود ذاتی کتب خانہ لائبریری کے لیے عطیہ کیا جو لائبریری میں وسیع اور وسیع اضافے کا باعث بنا۔

(۴) ایسے ہی دارالدعوة السلفیہ کے بانی رکن مولانا عبدالحق قدوسی رحمہ اللہ کی اولاد نے ان کی ذاتی لائبریری محمد عطاء اللہ حنیف

لائبریری کو ہدیہ کر کے اس لائبریری کی زینت بڑھائی۔ جزاهم اللہ عنا وعن جميع المسلمين  
ان کتب کے علاوہ لائبریری میں ماہنامہ معارف اعظم گڑھ کی تقریباً مکمل فائل، ماہنامہ برہان دہلی کی فائل، اخبار اہل حدیث کے بہت سے شمارے، تنظیم اہل حدیث امرتسر اور ہفت روزہ توحید امرتسر کے شمارے، مولانا ظفر علی خاں کے ستارہ صبح کے بعض شمارے، الاعتصام کی ۵۸ سالہ مکمل فائل اور اس کے تبادلے میں آنے والے رسائل و جرائد کی جاری و قدیم تقریباً ۳۵۰ عربی، فارسی، انگلش، بنگلہ اور اردو کی فائلیں اس لائبریری کی زینت ہیں۔ واضح رہے کہ یہ رسائل و جرائد لائبریری کی مجموعی تعداد کتب میں شامل نہیں۔ نیز لائبریری میں حضرت والا جاہ نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ کی کم و بیش مکمل تصنیفات و تالیفات، ولی الہی خاندان کی تصنیفات، شیخ الاسلام امام

ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے تلمیذ رشید حافظ ابن القیم رحمہ اللہ کی تصنیفات، شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی تصنیفات کے علاوہ برصغیر کی مشاہیر اہل ادب..... یعنی مسلک اہل حدیث پر علمائے احناف کا رد، یا علمائے احناف پر علمائے اہل حدیث کا رد، ان کے جوابات اور جواب الجواب..... اور برصغیر کے علمائے اہل حدیث کے تذکرے اس لائبریری کا خاصہ ہیں۔

غرضیکہ یہ لائبریری بفضلہ تعالیٰ بہت سے علمی اور تاریخی نوادرات سے مالا مال ہے۔ ذاتی لائبریریاں تو یقیناً اس سے بڑی بھی ہوں گی اور وقیع بھی لیکن جس طرح اس لائبریری کا فیض عام جاری و ساری ہے وہ مع

سعادۃ بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

کئی سال قبل اس لائبریری میں ایک جرمن عیسائی نوجوان کم و بیش دو ہفتے تک استفادہ کرتا رہا اور اس نے جرمن زبان میں مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ پر ۵۰ صفحہ کا مقالہ لکھا، اُس نے اعتراف کیا کہ اگر میں اس لائبریری میں نہ پہنچتا تو کچھ بھی نہ لکھ سکتا تھا۔ خطہ عرب کے بعض مشائخ بھی اس سے فیض اٹھاتے رہے۔ باقی رہے اہل وطن! تو یہ لائبریری اور اس کے خدام بتوفیقہ تعالیٰ بلا امتیاز مسلک و ملت ہر طالب علم کے خدمت گزار ہیں۔ عربی و اسلامیات کے ایم اے۔ ایم فل اور پی ایچ ڈی کا کوئی طالب علم اس لائبریری سے مستغنی نہیں رہ سکتا۔ جب کہ لائبریری کے رفقاء اہل علم سے تعاون کو فرض مضمیٰ جانتے ہوئے ان کی خدمت میں بصد سعادۃ مشغول رہتے ہیں۔

④..... المجلس العلمی السلفی: اس شعبے کی غرض و غایت بھی نادر اور غیر مطبوع علمی کتب شائع کرنا تھی۔ چنانچہ اہم نادر کتب میں سے: ① التحقیق الراسخ بان احادیث رفع الیدین لیس لها ناسخ، ② مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر پر اولین فتویٰ (جو مولانا بٹالوی نے علمائے ہند سے حاصل کر کے اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں شائع کیا تھا، نئی ترتیب و تہذیب سے اس کی اشاعت) نواب صاحب کی خودنوشت (ابقاء المنن بالقاء المحن) کی تسہیل شدہ اشاعت، مبتکرات للکلی والدردر، مولانا عبید اللہ سندھی کے سیاسی افکار، تعلیم الصیام اور تعلیم الزکوٰۃ (نواب صاحب) تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ اولین کے علاوہ غیر مطبوعہ کتب میں سے تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ کی تیسری جلد (جس کے کرم شدہ نسخہ کی تکمیل) مع اضافہ از مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ اور چوتھی جلد مع تکمیل و اضافہ از قاری نعیم الحق نعیم رحمہ اللہ اور ہمارے فاضل دوست حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نئی کتابت و تصحیح کے ساتھ اس کی اشاعت۔ نیز امام شوکانی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب نیل الاوطار کے متن منقحی الاخبار کا غیر مطبوعہ اردو ترجمہ عربی متن کے ساتھ تقریباً (۲۰۰۰) دو ہزار صفحات میں شائع کیا جس کے ترجمے پر نظر ثانی مولانا ابوبکر صدیق سلفی رحمہ اللہ نے کی تھی۔ نیز بعض جدید کتب اہل حدیث و اہل تقلید، ماہ محرم اور موجودہ مسلمان، عورت کی سربراہی (از قلم حافظ صلاح الدین یوسف) وغیرہ بہت سی کتب شائع کیں۔ ان میں سے تنقیح الرواۃ اور منقحی الاخبار کے ایڈیشن تو ایک سے زیادہ طبع بھی ہو چکے اور قبول عام بھی حاصل کر چکے ہیں۔

لائبریری کے لیے مزید کتب کی خریداری اور المجلس العلمی کی مزید مطبوعات کئی سال سے صرف اس وجہ سے رکی ہوئی ہیں کہ الاعتصام کے قارئین اور دارالدعوة السلفیہ کے احباب کے بھرپور اور مخلصانہ تعاون کے باوجود اکیسویں صدی کی ”ترقی و خوشحالی“ اور کمر توڑ مہنگائی سے سال بھر کے اخراجات بھی بالعموم پورے نہیں ہو پاتے۔ تاہم کارکنان الاعتصام اور رفقاء دارالدعوة السلفیہ کی قناعت و رفاقت کی وجہ سے گاڑی دھیرے دھیرے چل رہی ہے جو قوت لایبوت پر گزارا کیے ہوئے ہیں۔

⑤..... مسجد: جس میں مسجد کی تعمیر کے اول دن ہی سے بیچ و وقتہ اذان، نماز اور رمضان المبارک میں تراویح کا اہتمام ہے۔ نمازیوں میں بھی جہم اللہ اضافہ ہو رہا ہے، اور اس کے اخراجات بھی اللہ تعالیٰ پورے کر ہی دیتا ہے۔ تو قارئین الاعتصام! یہ ہے آپ کا وہ دارالدعوة السلفیہ جو ہمیشہ سے آپ کی محبتوں کا امین ہے۔

# مسئلہ تکفیر

تحریر..... الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ

ترجمہ..... غلام مصطفیٰ ظہیر، امن پوری

یعنی ”جب ایک آدمی دوسرے کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے۔“

مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں:

”إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعْتُ عَلَيْهِ“

یعنی ”جس پر حکم لگایا گیا ہے اگر وہ اس کا مستحق ہے تو ٹھیک ورنہ حکم لگانے والا خود کافر ہو جائے گا۔“

صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

”وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوُّ اللَّهِ وَلَيْسَ

كَذَلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ“ [صحیح مسلم: ۱۱۲]

یعنی ”جس نے کسی کو کافر یا اللہ کا دشمن کہہ کر بلایا مگر وہ ایسا ہے نہیں، تو یہ حکم کہنے والے پر لوٹ آئے گا۔“

کسی مسلمان پر کفر یا فسق کا حکم لگانے سے پہلے دو چیزوں میں غور و فکر کر لینا ضروری ہے۔

①..... کتاب و سنت سے ثابت ہو کہ یہ قول یا فعل کفر یا فسق کا

موجب ہے۔

②..... خاص قائل یا فاعل پر یہ حکم لگ سکتا ہو۔ اس کے حکم

میں کفر و فسق کی شرائط ہوں اور موانع موجود نہ ہوں۔

سب سے اہم شرط یہ ہے کہ وہ شخص یہ جانتا ہو کہ اس کی

کفر یا فسق کا حکم لگانا ہمارے اختیار میں نہیں ہے، بلکہ یہ تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کام ہے، کیوں کہ کسی کو کافر یا فاسق قرار دینا یہ احکام شرعیہ میں سے ہے، جس کا مرجع قرآن و سنت ہے۔ لہذا اس میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔ کتاب و سنت کی دلیل کے بغیر کسی کو کافر یا فاسق نہیں کہا جاسکتا۔

جو مسلمان ظاہری طور پر عادل ہو، اس کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ اُسے اس وقت تک عادل اور مسلمان ہی سمجھا جائے گا جب تک کسی شرعی دلیل سے اس کے اسلام اور عدالت کی نفی ثابت نہ ہو جائے جب نفی ثابت ہو جائے گی تو پھر اُسے کافر اور فاسق قرار دینے میں چشم پوشی نہیں کی جائے گی۔ کیوں کہ اس سے دو ممنوع کام لازم آتے ہیں۔

پہلا کام: ایسے شخص پر کفر یا فسق کا حکم لگانے سے جس کے بارے میں یہ حکم کتاب و سنت سے ثابت نہیں، اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹ لازم آئے گا، اور اس شخص پر بھی جھوٹ لازم آئے گا جس پر یہ حکم لگایا گیا ہے۔

دوسرا کام: اگر وہ شخص جس پر کفر یا فسق کا حکم لگایا گیا ہے، وہ اس حکم کا مستحق نہیں تو لگانے والا خود اس میں واقع ہو جائے گا۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«إِذَا كَفَرُ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا»

[صحیح البخاری: ۶۱/۴، صحیح المسلم: ۱۱۱]

مخالفت کرنے سے وہ کافریا فاسق ہو جائے گا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ [النساء: ۱۱۵]

یعنی ”حق واضح ہو جانے کے بعد جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا اور مومنوں کی مخالف راہ اپنائے گا۔ تو ہم اُسے اُسی راہ پر چلا کر جہنم میں داخل کر دیتے ہیں جو کہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔“ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ ۖ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ﴾ [التوبة: ۱۱۵، ۱۱۶]

یعنی ”اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد اس وقت تک گمراہ نہیں کرتا جب تک اُن چیزوں کو واضح نہ کرے جن سے بچنا ان کے لیے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔ آسمان و زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے۔ وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ اس کے علاوہ تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں۔“

اس لیے علماء کہتے ہیں:

”لَا يُكْفَرُ جَاهِدُ الْفَر\_اقِصِ إِذَا كَانَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِإِسْلَامِ حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُ۔“

”فر\_اقِص کا منکر نو مسلم شخص اس وقت کافر نہیں، تا آنکہ اُسے بتایا جائے کہ یہ کام فرض ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔“

جو کوئی آدمی بلا ارادہ کفر یا فتنے کے کام میں واقع ہو جائے، تو اُسے کافریا فاسق نہیں کہا جائے گا۔ اس کی چند صورتیں ہیں:

①..... یہ کہ اُسے کفر و فتنے پر مجبور کیا جائے۔ وہ اُسے مجبوراً

کر لے، اطمینان قلب حاصل نہ ہو، تو اُسے کافر نہیں کہا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ عَذَابٌ مِنَ اللَّهِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾

”جس نے ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کیا، علاوہ اس شخص کے جسے کفر پر مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو لیکن جس شخص نے کفر کو شرح صدر سے قبول کر لیا اس پر اللہ کا غضب ہے، اور اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔“ [النحل: ۱۰۶]

②..... یہ کہ زیادہ خوشی، غم یا خوف کی وجہ سے عقل و فکر جواب دے جائے جیسا کہ صحیح مسلم میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لِلَّهِ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ حِينَ يَتُوبُ إِلَيْهِ مِنْ أَحَدِكُمْ كَانَ عَلَى رَأْسِهِ بِأَرْضٍ فَلَاةٌ فَأَنْفَلَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَأَيَسَ مِنْهَا فَاتَى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِي ظِلِّهَا قَدْ أَيَسَ مِنْ رَأْسِهِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذَا هُوَ بِهَا فَايَسَةً عِنْدَهُ فَأَخَذَ بِخَطْمِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ - اللَّهُمَّ أَنْتَ عَبْدِي وَأَنَا رَبُّكَ أَخْطَأُ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ»

[صحیح مسلم: ۲۷۴۷]

”جب آدمی توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی نسبت زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی اونٹنی پر سفر کرتے ہوئے صحرا میں پہنچا۔ تو وہاں اس کی اونٹنی کھانے پینے کے سامان سمیت بھاگ گئی۔ وہ ناامید ہو کر درخت کے سائے میں لیٹ گیا کہ اچانک وہ اونٹنی اس کے پاس کھڑی تھی۔ اس نے اس کی مہار کو پکڑا اور فرط خوشی میں آ کر کہنے لگا۔ اے اللہ! تو میرا بندہ ہے، میں تیرا



رب ہوں، شدتِ فرحت کی وجہ سے اُسے غلطی لگ گئی۔“  
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”درست یہ ہے کہ امت محمد ﷺ میں سے جس نے حق تک پہنچنے کے لیے اجتہاد کیا اور اس نے خطا کھائی تو اُسے کافر نہیں کہا جائے گا، بلکہ اس کی خطا معاف ہے۔ مگر جس شخص نے حق واضح ہونے کے بعد جان بوجھ کر نبی کریم ﷺ کی مخالفت کی اور مومنوں کی مخالف راہ اپنائی وہ کافر ہے، اور جو شخص خواہشات کی اتباع میں حق تک پہنچ سکا اور بغیر علم کے بات کردی وہ نافرمان اور گناہ گار ہے۔ کبھی تو ایسا شخص فاسق ہوتا ہے اور کبھی اس کی نیکیاں برائیوں پر غالب آ جاتی ہیں۔“

[مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: ۱۸۰/۱۲]

نیز کہتے ہیں:

”میرے ہم نشین اس بات کو جانتے ہیں کہ میں ہمیشہ اس سے سختی کے ساتھ روکتا رہا ہوں کہ کسی خاص آدمی کو کفر یا فسق یا گناہ کی طرف منسوب کیا جائے۔ البتہ جس شخص کے خلاف شرعی دلیل معلوم ہو جائے، جس کا مخالف کبھی تو کافر ہوتا ہے، کبھی فاسق و گناہ گار ہوتا ہے۔ میں اقراری ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کی خطاؤں کو معاف کر دیا ہے، خواہ وہ قوی مسائل میں ہوں یا عملی مسائل میں ہوں۔ سلف کے درمیان ان مسائل میں اختلاف رہا ہے مگر ان میں کسی نے بھی دوسرے کو اس اختلاف کی وجہ سے کافر، فاسق یا گناہ گار نہیں کہا۔

(چند مثالیں ذکر کرنے کے بعد کہا) میں نے واضح کیا ہے کہ سلف صالحین اور ائمہ سے جو یہ منقول ہے کہ فلاں فلاں کام کرنے والا آدمی کافر ہے۔ تو یہ بات حق ہے، مگر مطلق اور معین میں فرق کرنا واجب ہے (یعنی وہ یہ کہتے تھے کہ جو یہ کام کرے وہ کافر ہے، یا فاسق، یا عاصی ہے، کسی خاص شخص کے بارے میں یہ بات نہیں

کہتے تھے۔)“

تکفیر و عید کی ایک قسم ہے اگرچہ کہنے والے کی بات سے رسول اللہ ﷺ کی بات کی تکذیب ہوتی ہو۔ مگر چوں کہ ایسا کہنے والا کبھی تو نو مسلم ہو سکتا ہے اور کبھی دیہاتی اور بدوی ہوتا ہے۔ لہذا ایسے شخص کو اس وقت تک کافر نہیں کہا جاسکتا جب تک اس کے خلاف حجت قائم نہ ہو۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس شخص نے (تکفیر یا تفسیق کے بارے) یہ نصوص سنی نہیں ہوتی ہیں، یا اس کے ہاں یہ نصوص پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتے، یا اس کے ہاں ان کے معارض و مخالف کوئی دلیل موجود ہوتی ہے جس کی بنا پر وہ ان کی تاویل ضروری سمجھتا ہے اگرچہ وہ خطا کار ہی کیوں نہ ہو۔ میں ہمیشہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی اس حدیث کو ذکر کرتا ہوں جس میں ہے کہ ایک شخص نے کہا:

”إِذَا أَنَامْتُ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اسْحَقُونِي ثُمَّ ذَرُونِي فِي  
النِّمِّ فَوَاللَّهِ لَيَسُنَّ قَدَرَ اللَّهِ عَلَيَّ لِيُعَذِّبَنِي عَذَابًا مَا  
عَذَّبَهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ فَفَعَلُوا بِهِ ذَلِكَ فَقَالَ اللَّهُ:  
مَا حَمَلَكَ عَلَيَّ مَا فَعَلْتَ قَالَ: خَشِيتُكَ فَعَفَرْتُ لَكَ“

[صحیح البخاری: ۷۵۰۶، صحیح المسلم: ۲۷۵۶]

”جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا کر پیس دو اور راکھ سمندر میں اڑا دو۔ اللہ کی قسم ہے! اگر اللہ نے مجھ پر قابو پالیا تو مجھے ایسا عذاب دے گا کہ دنیا والوں میں سے کسی کو بھی ایسا عذاب نہ دیا ہوگا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا تیرے ڈر کی بنا پر ایسا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اُسے معاف کر دیا۔“

اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک تھا بلکہ اس کا یہ عقیدہ تھا کہ جب میں ریزہ ریزہ ہو جاؤں گا تو اللہ مجھے دوبارہ زندہ نہیں کر سکے گا۔ اس کے کفر ہونے میں مسلمانوں کا اتفاق ہے لیکن وہ

جابل تھا، وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس سے کفر لازم آتا ہے۔ مگر چون کہ وہ مومن تھا اللہ کے عذاب سے ڈرتا تھا، چنانچہ اللہ نے اُسے معاف کر دیا وہ مؤول مجتہد جو رسول اللہ ﷺ کی تابع داری کا شوق رکھتا ہے اس سے بھی زیادہ مغفرت کا مستحق ہے۔

[مجموع الفتاویٰ: ۳/۲۲۹]

اس تحقیق کے بعد قول اور قائل، فعل اور فاعل کے درمیان تمیز کی جائے گی۔ ہر قول اور فعل کفر و فسق کا سبب نہیں بنتا کہ اس کے قائل یا فاعل پر کفر یا فسق کا حکم لگا دیا جائے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید کہتے ہیں:

”قاعدہ یہ ہے کہ جو بات کتاب و سنت اور اجماع کی روشنی میں کفر ثابت ہو جائے اُسے کفر ہی کہا جائے گا جیسا کہ اس پر شرعی دلائل موجود ہیں۔ ایمان ان احکام میں سے ہے، جو اللہ اور رسول ﷺ سے سیکھے گئے ہیں۔ لوگ اپنی خواہشات کے ساتھ اس کے بارے میں حکم صادر نہیں کر سکتے۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ ایسی بات کہنے پر کسی شخص کو کافر کہہ دیا جائے۔ یہاں تک کہ اس کے حق میں تکفیر کی شرائط ثابت ہو جائیں اور تکفیر کے موانع ختم ہو جائیں۔ مثلاً: کسی شخص نے نو مسلم ہونے کی وجہ سے یا دیہات میں رہنے کی وجہ سے شراب یا سود کو حلال کہہ دیا، تو وہ کافر نہیں، یا اس نے کوئی عجیب بات سنی اور یہ سمجھا کہ یہ قرآن و حدیث میں سے نہیں ہے جیسا کہ بعض سلف نے کچھ چیزوں کا انکار کیا، یہاں تک کہ ثابت ہو گیا کہ یہ نبی کریم ﷺ کا ہی فرمان ہے، یہ بھی کافر نہیں۔ حتیٰ کہ ان کے خلاف شرعی دلیل قائم ہو جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَعَلَّآ يَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾

”تا کہ رسول بھیجنے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے خلاف کوئی دلیل نہ بچے۔“ [النساء: ۱۶۵]

نیز اللہ تعالیٰ نے اس امت سے خطا و نسیان کو معاف کر دیا ہے۔“ [مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: ۳۵/۱۶۵]

مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ بسا اوقات کوئی قول یا فعل موجب کفر و فسق ہوتا ہے مگر اُسے ادا کرنے والا کافر یا فسق نہیں ہوتا، یا تو اس لیے کہ اس میں تکفیر و تفسیق کی شرط معلوم نہیں، یا پھر اس لیے کہ کوئی شرعی مانع موجود ہے۔ جس پر حق واضح ہو گیا مگر وہ اپنے عقیدے کی بنا پر یا کسی امام و پیشوا کی اتباع و پیروی یا دنیا پرستی کی وجہ سے اس کی مخالفت پر ڈٹ گیا۔ تو اس مخالفت کی وجہ سے وہ کفر یا فسق کا مستحق ہو گیا۔

ہر مومن پر لازم ہے کہ وہ عقیدہ و عمل کو کتاب و سنت کے مطابق بنائے، انھیں پیشوا سمجھے اور انھیں سے نور ہدایت حاصل کرے۔ کتاب و سنت کا راستہ اختیار کرے، کیوں کہ یہی صراطِ مستقیم ہے جسے اپنانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ أَتَىٰ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّيْكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ [الانعام: ۱۵۳]

”یہی میرا سیدھا راستہ ہے تم اس کی پیروی کرو، دیگر راہوں پر نہ چلو، کہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گی۔ یہ تمہیں اللہ کی وصیت ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔“

مومن کو ان لوگوں سے بچنا چاہیے جو اپنے عقیدہ و عمل کی بنیاد کسی خاص مذہب پر ڈالتے ہیں۔ پھر جب دیکھتے ہیں کہ کتاب و سنت کی نصوص ان کے مذہب کے خلاف ہیں۔ تو ان نصوص کو باطل و تاویلات سے اپنے مذہب کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ وہ کتاب و سنت کی پیروی نہیں کرتے بلکہ ان کو اپنا پیروکار بنا لیتے ہیں۔ یہ خواہش پرستوں کا طریقہ ہے نہ کہ ہدایت پرستوں کا اور اللہ تعالیٰ نے اس طریقے کی مذمت بیان کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمُوتُ وَ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ بَلْ أَتَيْنَهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ﴾ [المومنون: ۷۱]

”اگر حق ان کی خواہشات کی پیروی کرتا تو آسمان وزمین اور ان کا درمیانی نظام بگڑ جاتا، بلکہ ہم تو ان کے پاس ذکر لائے ہیں اور وہ اس ذکر سے منہ موڑتے ہیں۔“

اس بارے میں لوگوں کے مختلف مسئلوں میں غور و فکر کرنے والا آدمی بڑے بڑے عجائبات دیکھتا ہے اور اُسے معلوم ہو جاتا ہے کہ ہدایت مانگنے، حق پر ثابت رہنے اور گمراہی سے پناہ مانگنے میں وہ اللہ تعالیٰ کا انتہائی محتاج ہے۔

جو شخص خود کو رب کا محتاج سمجھ کر اور اللہ کو غنی سمجھ کر صدق دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سوال کو ضرور پورا کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۚ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾ [البقرة: ۱۸۶]

”جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو بتا دو کہ میں قریب ہوں، ہر ایک کی پکار کو قبول کرتا ہوں۔ انھیں چاہیے کہ میرے احکامات قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔“

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حق کی پیروی کرنے اور باطل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں ہدایت یافتہ اور نیک لوگوں میں شامل فرمائے، ہدایت کے بعد ہمارے دلوں کو کج روی سے بچائے، ہم پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔

تعریف اللہ کی جس کے فضل سے ہی نیک کام مکمل ہوئے ہیں اور درود و سلام ہوں نبی رحمت ﷺ پر جنہوں نے امت کو اللہ کی راہ دکھائی اور قیامت تک آنے والی آپ ﷺ کی آل، اصحاب اور ان کے پیروکاروں پر بھی رحمتیں نازل ہوں۔



بسم الله الرحمن الرحيم

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ

**بانی بحر العلوم**

**شیخ القرآن والحديث علامہ محمد یوسفؒ (کلکتہ والے)**

ادارہ اسلامیہ

**بحر العلوم سعودیہ (رجسٹرڈ)**

(قرآن وحدیث) علم وحکمت (اور) علوم شرقیہ کے بحر عمیق

**میں داخلہ جاری ہے**

بحر العلوم سعودیہ، علامہ یوسف روڈ، عامل سٹریٹ، کراچی نمبر 1

فون نمبر: 021-2620059 / 021-4981264

**شعیب بن یوسف**

**الداعی  
الی الخیر**

# قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر عمارات تعمیر کرنے کی شرعی حیثیت

حافظ محمد شہباز (لیکچرریوای ٹی)

اصحاب کہف پر تعمیر و بنا

لَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا کہنے والے کون لوگ تھے؟

قدیم و جدید مشہور مفسرین کا موقف:

جن لوگوں نے اصحاب کہف پر مسجد بنانے کا اعلان کیا تھا ان کے شریعت کے پابند ہونے کا کوئی واضح ثبوت موجود نہیں اور نہ ان کے صالح ہونے کی ہی کوئی دلیل موجود ہے۔ بلکہ اس کے برعکس قرآن پاک سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اپنی قوت و طاقت کے بل بوتے پر یہ کام کرنا چاہتے تھے۔ قرآن مجید نے ﴿غَلَبُوا عَلٰی اٰمْرِہُمْ﴾ کے الفاظ سے اس کو اہل غلبہ و اقتدار کا فعل قرار دیا ہے۔ جو کہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس اقدام کے لئے شریعت کے کسی حکم کی سند ان کے پاس نہیں تھی بلکہ محض اثر و رسوخ کی بنیاد پر یہ کام کرنا چاہتے تھے۔ ان لوگوں کے اس عمل کی کوئی تعریف یا تحسین نہیں کی گئی اور نہ ان کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ بات بھی واضح رہے کہ اہل کتاب کی شریعت میں بھی قبروں پر عبادت گاہ تعمیر کرنا جائز نہ تھا اور نہ نبی اکرم ﷺ انہیں اس حرکت پر ملعون قرار نہ دیتے۔

اصحاب کہف پر عمارت بنانے والے اور عبادت گاہ تعمیر کرنے والے کون تھے؟ ان کے اس عمل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ان باتوں کی تفصیلات جاننے کے لئے چند مشہور مفسرین کا موقف ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

امام ابن کثیر اپنی تفسیر میں مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھتے

جو لوگ اصحاب کہف کے واقعے سے دلیل لیتے ہیں کہ ان کی غار پر لوگوں نے مسجد تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا تھا جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔ ان کا استدلال غلط ہے کیونکہ قرآن مجید غار پر مسجد تعمیر کرنے والے لوگوں کی تعریف نہیں کر رہا بلکہ حقیقت یہ تھی کہ ان لوگوں کا عقیدہ آخرت کے متعلق کمزور ہو چکا تھا جیسا کہ اس آیت میں ہے:

﴿لَيَعْلَمُوْا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِیْہَا﴾

”اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کو اس لیے اٹھایا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور بے شک قیامت حتمی چیز ہے۔“ [الکہف: ۲۶]

دوسری بات یہ ہے کہ جنہوں نے مسجد تعمیر کرنے کا عزم ظاہر کیا وہ ارباب اقتدار تھے ان کے متقی اور پابند شریعت ہونے کا قرآن تذکرہ نہیں کرتا، احادیث میں یہود و نصاریٰ کی گمراہی اور قبروں پر شرک کرنے کا اور مساجد تعمیر کرنے کا بیان گزر چکا ہے۔ لہذا ان کا طرز عمل ہمارے لیے حجت نہیں جبکہ دوسری طرف ہماری شریعت میں قبروں پر مساجد تعمیر کرنے کی واضح ممانعت موجود ہے لہذا ایسی دلیل جس میں متعدد احتمال ہوں اس کا مفہوم صریح احکام کو سامنے رکھ کر ہی متعین کیا جائے گا۔

ہیں: ”اسی بستی والوں کا ارادہ ہوا کہ ان (اصحاب کھف) کے غار کا منہ بند کر دیا جائے اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ جنہیں کام کا غلبہ حاصل تھا انہوں نے ارادہ کیا کہ ہم تو ان کے ارد گرد مسجد بنالیں گے۔ امام ابن جریر نے ان لوگوں کے بارے میں دو قول نقل کیے ہیں ایک یہ کہ ان میں سے مسلمانوں نے یہ کہا تھا۔ دوسرے یہ کہ یہ قول کفار کا تھا۔ واللہ اعلم

لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس کے قائل کلمہ گو تھے ہاں یہ اور بات ہے کہ ان کا کہنا اچھا تھا یا برا؟ تو اس بارے میں صاف حدیث موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے کہ انہوں نے اپنے انبیاء اور اولیاء کی قبروں کو مسجدیں (سجدہ گاہ) بنالیا، جو انہوں نے کیا اس سے آپ اپنی امت کو بچانا چاہتے تھے۔ اسی لئے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں جب دانیال علیہ السلام کی قبر عراق میں پائی تو فرمایا اسے پوشیدہ کر دیا جائے۔“

امام شوکانی لکھتے ہیں کہ مسجد بنانے کے تذکرے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو لوگ اپنے معاملے میں غالب آئے تھے مسلمان تھے (فتح القدیر)۔ امام شوکانی کی تفسیر فتح القدیر کی تلخیص زبدۃ التفسیر کے نام سے ایک عرب عالم دین محمد سلیمان عبداللہ الاشقر نے تیار کی ہے (زبدۃ التفسیر کا اردو ترجمہ راقم الحروف تحریر کر رہا ہے) وہ امام مذکور کے مذکورہ بالا موقف کی روشنی میں لکھتے ہیں: حدیث میں ان پہلے لوگوں کی مذمت بیان کی گئی ہے جنہوں نے قبروں پر عبادت گاہیں بنائیں جس سے یہ بات نمایاں ہوتی ہے کہ یہ بھی ان بدعات میں سے ایک بدعت تھی جو عرصہ دراز گزرنے کے بعد نصرانیت میں درآئیں تھیں (زبدۃ التفسیر من فتح القدیر)۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: بادشاہ نے کہا: ابْنُوا عَلَیْہُمْ بُنَیَانًا (ان پر عمارت بنا دو)۔ جو لوگ اصحاب کھف کے دین پر تھے انہوں نے کہا:

﴿لَنَسْجِدَنَّ عَلَیْہِمْ مَّسْجِدًا﴾ ”ہم تو ان پر ضرور عبادت گاہ تعمیر کریں گے۔“

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بعض لوگوں نے غار کو مٹانے، ختم کرنے اور اصحاب کھف کو اس میں چھپائے رکھنے کا تہیہ کیا۔

[تفسیر القرطبی]

علامہ جلال الدین السيوطی کے نزدیک مسجد بنانے کی بات بادشاہ نے کی تھی۔ لکھتے ہیں: بادشاہ نے کہا میں نیک لوگوں کے پاس ضرور ایک مسجد (معبد) بناؤں گا اور تادم اخیر اس میں اللہ کی عبادت کروں گا۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَسْجِدَنَّ عَلَیْہِمْ مَّسْجِدًا﴾

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے بیان کیا ہے کہ ﴿قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ﴾ سے مراد امراء یا سلاطین ہیں۔ [الدر المثور فی التفسیر الماثور]

امام رازی نے اس سلسلے میں کئی اقوال ذکر کیے ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ غار کا دروازہ (راستہ) بند کر دیا جائے تاکہ نہ تو کوئی ان کے پاس جاسکے اور نہ کوئی انسان ان کے حالات سے واقف ہو جبکہ دوسرے لوگوں نے کہا کہ غار میں داخل ہونے والے راستے پر عبادت خانہ بنا دیا جائے۔ اس قول کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی پہچان رکھتے تھے۔ عبادت اور نماز کو بھی مانتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ کافر لوگوں نے کہا تھا کہ اصحاب کھف ہمارے دین پر تھے ہم ان پر عمارت تعمیر کریں گے۔ مسلمانوں نے کہا کہ وہ ہمارے دین پر تھے ہم ان پر عبادت گاہ بنائیں گے۔ ﴿قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ﴾ کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد مسلمان بادشاہ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اصحاب کھف کے ورثاء تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ شہر کے سردار اور حکمران تھے۔ [التفسیر الکبیر]

علامہ آلوسی نے بھی امام رازی سے ملتے جلتے اقوال نقل کیے ہیں۔ نیز لکھتے ہیں: آیت زیر بحث سے صالحین کی قبروں پر عمارت بنانے، ان پر مسجد تعمیر کرنے اور اس میں نماز پڑھنے کے جواز کا بھی بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے۔ اس استدلال کی علامہ آلوسی کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں۔ فرماتے ہیں: وهو قول باطل عاطل فاسد کاسد ”یہ قول (استدلال) بالکل غلط، باطل اور فاسد ہے۔“ [روح المعانی]

سید احمد حسن محدث دہلوی لکھتے ہیں: جو لوگ اس قصہ سے پہلے حشر کے منکر تھے ان جوانوں کا حال دیکھ کر اتنے قائل ہوئے کہ اس غار پر عمارت بنانے کو تیار ہو گئے اور جب حشر کے ماننے والے لوگوں نے وہاں عبادت خانہ بنانے کا قصد کیا تو ان سے جھگڑنے لگے، آخر بادشاہ کے حکم سے وہاں عبادت خانہ بنایا گیا۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے روبرو یہود و نصاریٰ کے عبادت خانوں کا ذکر آیا آپ نے مذمت کے طور پر فرمایا ان لوگوں میں دستور ہے کہ جب کوئی نیک آدمی ان میں مرجاتا ہے تو اس کی قبر کے پاس عبادت خانہ بنا کر اس میں اس نیک آدمی کی تصویر بھی بنا دیتے ہیں۔

[صحیح بخاری: ۱/۱۷۷، باب ما یکرہ من اتخاذ المسجد]

اس حدیث کو آیت کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جس دستور کے موافق اس غار کے پاس عبادت خانہ بنایا گیا ہے اللہ کو خوب معلوم ہے کہ اس سے اصحاب کھف ناخوش ہیں کیونکہ اس طرح کے عبادت خانہ کی بنیاد بت پرستی کی بنیاد ہے۔ اور اصحاب کھف بت پرستی سے ہی بیزار ہو کر اس غار میں آکر چھپے ہیں۔ [احسن التفسیر]

سید قطب شہید رقمطراز ہیں:

”کچھ لوگوں نے کہا کہ اصحاب کھف کی غار پر ایک عمارت بنا دو تا کہ ان کی یادگار تو قائم رہے مگر یہ نہ پتہ چلے کہ ان کا دین کیا تھا؟ اس وقت کے ارباب اقتدار نے کہا کہ نہیں، ہم تو

ان پر یہود و نصاریٰ کے طریقے کے مطابق ایک معبد بنائیں گے، اسلام نے اس کی صریح ممانعت کر دی ہے، کیونکہ اس سے قبروں اور اصحاب قبور کی پرستش کا رواج چل پڑتا ہے، جاہل عوام حدود کے اندر نہیں رہتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ معبد ان اصحاب قبور کی عبادت کے لیے ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی جنہوں نے اپنے نبیوں اور ولیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا ڈالا تھا۔ آج کل ان یہود و نصاریٰ کی پیروی کرنے والے مسلمان بھی یہی کام کرتے ہیں۔“ [فی ظلال القرآن]

سید مودودی نے سورۃ الکہف کی زیر بحث آیت کی تفسیر میں بہت ہی واضح موقف اختیار کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

اس سے مراد رومی سلطنت کے ارباب اقتدار اور مسیحی کلیسا کے مذہبی پیشوا ہیں جن کے مقابلے میں صالح العقیدہ عیسائیوں کی بات نہ چلتی تھی پانچویں صدی کے وسط تک پہنچتے پہنچتے عام عیسائیوں میں اور خصوصاً رومن کیتھولک کلیسا میں شرک، اولیاء پرستی اور قبر پرستی کا پورا زور ہو چکا تھا۔ بزرگوں کے آستانے پوجے جارہے تھے۔ اور مسیح علیہ السلام، مریم علیہا السلام اور حواریوں کے مجسمے گرجوں میں رکھے جارہے تھے۔ اصحاب کھف کے بعث سے چند ہی سال پہلے چار سو اکتیس عیسوی میں پوری عیسائی دنیا کے مذہبی پیشواؤں کی ایک کونسل اسی افسس کے مقام پر منعقد ہو چکی تھی جس میں مسیح علیہ السلام کی الوہیت اور حضرت مریم علیہا السلام کے ”مادر خدا“ ہونے کا عقیدہ چرچ کا سرکاری عقیدہ قرار پایا تھا۔ اس تاریخ کو نگاہ میں رکھنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ﴿الَّذِينَ عَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ﴾ سے مراد وہ لوگ ہیں جو سچے پیر وان مسیح کے مقابلے میں اس وقت عیسائی عوام کے رہنما اور سربراہ کار بنے ہوئے تھے اور مذہبی و سیاسی امور کی باگیں جن کے ہاتھوں میں تھیں۔ یہی لوگ دراصل شرک کے علمبردار تھے اور انہوں نے ہی فیصلہ کیا کہ اصحاب کھف کا مقبرہ بنا کر اس کو عبادت

گاہ بنایا جائے۔ مسلمانوں میں سے بعض لوگوں نے قرآن مجید کی اس آیت کا بالکل الٹا مفہوم لیا ہے۔ وہ اسے دلیل ٹھہرا کر مقابر صلحاء پر عمارتیں اور مسجدیں بنانے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہاں قرآن ان کی اس گمراہی کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ جو نشانی ان ظالموں کو بعث بعد الموت اور امکان آخرت کا یقین دلانے کے لیے دکھائی گئی تھی اسے انہوں نے ارتکاب شرک کے لیے ایک خداداد موقع سمجھا اور خیال کیا کہ چلو کچھ اور ولی پوجا پاٹ کے لیے ہاتھ آگئے۔ پھر آخر اس آیت سے قبور صالحین پر مسجدیں بنانے کے لیے کیسے استدلال کیا جاسکتا ہے جب کہ نبی ﷺ کے یہ ارشادات اس کی نفی میں موجود ہیں۔ اس کے بعد سید مودودی نے چار احادیث نقل کی ہیں جن میں قبر پر عبادت گاہ بنانے سے منع کیا گیا ہے، ان لوگوں پر لعنت کی گئی ہے جنہوں نے ایسا عمل کیا ہے نیز اس قسم کے لوگوں کو شرار الخلق (بدترین مخلوق) قرار دیا گیا ہے۔

مولانا موصوف فرماتے ہیں:

نبی ﷺ کی ان تصریحات کی موجودگی میں کون خدا ترس آدمی یہ جرات کر سکتا ہے کہ قرآن مجید میں عیسائی پادریوں اور رومی حکمرانوں کے جس فعل کا حکایہ ذکر کیا گیا ہے اس کو ٹھیک وہی فعل کرنے کے لیے دلیل و حجت ٹھہرائے؟ [تفہیم القرآن]

مولانا ابوالکلام آزاد نے آیت کے ترجمہ میں ہی اپنا موقف واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

”ان لوگوں نے کہ معاملات پر غالب آگئے تھے، کہا: ٹھیک ہے ہم ضرور ان کے مرقد پر ایک عبادت گاہ بنائیں گے۔“  
تفسیر میں مولانا فرماتے ہیں:

جس قوم کے ظلم سے عاجز آکر انہوں نے غار میں پناہ لی تھی وہی ان کی اس درجہ معتقد ہوئی کہ ان کے مرقد پر ایک ہیکل تعمیر کیا گیا۔ [ترجمان القرآن]

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی نے اس سلسلے میں تاویل سے کام

لیا ہے البتہ اس بات پر وہ بھی متفق ہیں:

احادیث سے قبروں کو پختہ کرنے، اونچا کرنے اور ان کے اوپر عمارت بنانے کی ممانعت ثابت ہو رہی ہے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے لکھا ہے کہ مسلمانوں نے کہا ہم یہاں مسجد بنائیں گے یہ لوگ ہمارے ہم مذہب تھے۔ غیر مسلموں نے کہا ہم یہاں عمارتیں بنائیں گے، بستی آباد کریں گے جہاں لوگ رہیں گے یا غار کے دروازے پر ایسی عمارت بنائیں گے کہ لوگوں کا اندر جانا بند ہو جائے۔ [تفسیر مظہری]

مولانا عبدالمجید دریا آبادی تفسیر ماجدی میں لکھتے ہیں:

﴿إِذْ يَسْتَأْذِنُ بَيْنَهُمْ أَمْرُهُمْ﴾ یعنی جب لوگوں میں اس امر پر گفتگو ہو رہی تھی کہ ان بزرگوں کی نعشوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ ہوا یہ کہ جب لوگ ان کی زیارت کو جوق در جوق آنے لگے، اور غار کے دروازہ پر میلہ سا لگنے لگا تو ان حضرات کو وفات دے دی گئی۔ اور اب یہ گفتگو ہونے لگی کہ ان مقدس جسموں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ ﴿ابْنُوا عَلَيْهِمْ بُيُوتًا﴾ میں علیہم سے مراد ہے ان کے غار کے اوپر۔ ان کے غار کے دروازے پر۔ ای علی باب کھفہم (مدارک)۔

﴿لَتَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا﴾ کی تفسیر میں مولانا موصوف لکھتے ہیں:

(تا کہ اس امر کی علامت قائم رہے کہ یہ لوگ عابد و اہل توحید تھے۔ کوئی انہیں معبود نہ بنالے) جو غار اصحاب کھف کی جانب منسوب ہے اس کے دہانہ پر ایک مسیحی خانقاہ اب بھی موجود ہے۔

[ملاحظہ ہوا انگریزی تفسیر القرآن]

﴿الَّذِينَ غَلِبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ﴾ سے مراد حکام وقت ہیں قال قتادة هُمُ الْوُلَاةُ (بحر)۔ قِيلَ الْمُرَادُ بِهِ الْمَلِكُ الْمُسْلِمُ وَقِيلَ رُؤُسَاءُ الْبَلَدِ (کبیر) مَسْجِدًا۔

مسجد یہاں معبد یا پرستش گاہ کے عام معنی میں ہے۔ اسلامی

مسجد کے اصطلاحی معنی میں نہیں۔

قبروں پر ضرور مسجد تعمیر کریں گے۔ [تحذیر الساجد من اتخاذ القبور

مساجد اردو ترجمہ بعنوان: قبروں پر مساجد اور اسلام از مولانا محفوظ الرحمن فیضی: ط ۱، ناشر: دار ارقم، فیصل آباد]

﴿لَتَسْتَخَذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا﴾ کی تفسیر میں مفسر تھانوی رحمہ اللہ اور دوسرے فقہاء مفسرین نے لکھا ہے: اگر کسی زمانہ میں مسجد کے بنانے سے بجائے مصالح کے مفاسد کا ظہور ہونے لگے تو مسجد بنانا جائز نہ رہے گا۔ مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس مسجد سے وہ قصد نہ تھا، جو جاہلوں کا قبور کے پاس مسجد بنانے سے ہوتا ہے، اس لئے قبر پرستوں کو کوئی حجت و نظیر اس سے نہیں مل سکتی۔

علامہ ناصر الدین البانی نے اس مسئلہ پر مکمل بحث کرنے کے بعد خلاصہ یوں تحریر کیا:

رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر مسجد بنانے والوں کو ملعون قرار دیا ہے۔ پھر یہ آیت ﴿لَتَسْتَخَذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا﴾ ان آیات کی طرح نہیں ہے جن سے ائمہ نے بعض مسائل میں استدلال کیا ہے۔ اس آیت میں بس ایک فریق کے اصحاب کھف کی قبروں پر مسجد تعمیر کرنے کے قول اور عزم کو حکایت بیان کیا گیا ہے۔ اس میں اس فریق کی مدح و تحسین کا پہلو ہے نہ ان کی اقتدا کرنے کی ترغیب۔ اس لئے جب تک یہ نہ ثابت ہو کہ ان میں کوئی معصوم بھی تھا اس وقت تک ان کا کسی کام کا عزم و ارادہ تو کجا اسے عملی جامہ پہنا دینا بھی اس کام کی مشروعیت کی دلیل نہیں ہو سکتا، نیز ان کے فعل کے قابل توجہ نہ ہونے کا ایک قوی سبب یہ بھی ہے کہ وہ جیسا مقدمہ وغیرہ سے مروی ہے۔

امراء و حکام تھے جو مذہب کی پابندی سے کم اور دنیاوی نام و نمود کے کاموں سے زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ بہر حال اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ اصحاب کھف کے بارے میں پہلی جماعت مومنین کی جماعت تھی جو قبور پر عبادت گاہ بنانے کی حرمت سے واقف تھی اس لیے اس نے غار کے دروازے پر دیوار چن دینے اور دروازے کو بند کر دینے اور اصحاب کھف سے کوئی تعرض نہ کرنے کا مشورہ دیا مگر دوسری جماعت نے جو امراء و حکام پر مشتمل تھی اس مشورہ کو قبول نہیں کیا بلکہ اور جوش میں آ گئی اور قسم کھا کر کہنے لگی کہ ہم اصحاب کھف کی

وہ یہ چاہتے تھے کہ اپنے اقتدار کو طول دے سکیں اور اپنے شرکیہ عقائد کو مزید رواج دے سکیں۔ جس سے ان کی شہرت اور زیادہ ہو جائے ایسا اصحاب کھف کو اپنے زمرے میں شامل کر کے ہی ممکن تھا۔

**پختہ قبروں اور ان پر قائم کردہ عمارات کے بارے میں نبوی فیصلہ:**

پختہ اور اونچی قبروں، اور ان پر قائم شدہ عمارات کو گرانا نبوی فیصلہ ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازے میں تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّكُمْ يَنْطَلِقُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلَا يَدْعُ بِهَا وَتَنَا إِلَّا كَسْرَهُ وَلَا قَبْرًا إِلَّا سَوَاهُ وَلَا صُورَةً إِلَّا لَطَخَهَا؟ فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَنْطَلِقُ فَهَبَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ فَرَجَعَ، فَقَالَ عَلِيٌّ أَنَا أَنْطَلِقُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَأَنْطَلِقُ فَأَنْطَلِقُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَمْ أَدْعُ بِهَا وَتَنَا إِلَّا كَسْرَتُهُ وَلَا قَبْرًا إِلَّا سَوَيْتُهُ وَلَا صُورَةً إِلَّا لَطَخْتُهَا؟ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ عَادَ لِصَنْعَةِ شَيْءٍ مِنْ هَذَا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ»

[مسند احمد، ج: ۲، ص: ۸۰]

”تم میں سے کون ہے جو مدینہ میں جائے وہاں کوئی بت نہ چھوڑے مگر اس کو توڑ دے، کسی اونچی قبر کو نہ چھوڑے مگر اس کو برابر کر دے اور کوئی تصویر نہ چھوڑے جسے مٹانہ دے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ میں اس کام کے لیے حاضر ہوں۔ چنانچہ وہ آدمی گیا لیکن اہل مدینہ کے ڈر سے کام کیے بغیر پلٹ آیا۔ تب علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں جاتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ گئے، اور واپس آ کر انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے تمام بتوں کو توڑ دیا ہے،



سب (اونچی) قبروں کو برابر کر دیا ہے اور کسی تصویر کو مٹائے بغیر نہیں چھوڑا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ایسے بڑے کام پھر کیے تو اس نے شریعت محمدی سے کفر کیا۔“  
سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی پولیس کے کو تو ال سے کہا:

أَتَدْرِي عَلَى مَا أَبْعَثَكَ؟ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَنْحَتَ كُلَّ صُورَةٍ وَأَنْ أَسْوَى كُلِّ قَبْرِ؟  
”تم جانتے ہو کہ میں کس ہم پر تجھے بھیج رہا ہوں؟ اس مہم پر جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا کہ میں ہر تصویر کو مٹا دوں اور ہر قبر کو برابر کر دوں۔“ [مسند احمد]

ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے چیف کمانڈر ابوالہیاج اسدی رضی اللہ عنہ کو بھی ایسا ہی حکم دیا تھا۔ ابوالہیاج الاسدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَنْ لَا تَدْعُ تُمْنًا إِلَّا أَلَا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا أَسَوَيْتَهُ۔ [صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی طمس التمثال وتسوية القبر المشرف، رقم: 969]

”کیا میں تجھے اس مشن پر روانہ نہ کروں جس پر مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے روانہ کیا تھا؟ وہ مشن یہ ہے کہ کسی تصویر (مورتی) کو نہ چھوڑ مگر اسے مٹا دے اور کسی اونچی قبر کو نہ چھوڑ مگر اس کو برابر کر دے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونچی قبریں بنانا خلاف شرع ہے۔ اگر بس چلے تو برابر کر دی جائیں۔ اگر کسی کے اپنے بزرگ کی قبر ایسی ہے تو اس کا فرض ہے کہ مذکورہ حدیث پر عمل کرتے ہوئے اسے برابر کر دے۔

عہد نبوی ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں تو اونچی قبریں برابر کر دی جاتی تھیں۔ آپ ﷺ کو اونچی قبریں اور ان پر بنی ہوئی عمارتیں اس قدر ناپسند تھیں کہ آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سبیش

اس کام کے لیے بھیجا کہ وہ قبروں کو برابر کر دیں لیکن افسوس کہ ارض پاکستان میں شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی میں قبروں پر قبے، عمارات، مزارات اور روضے ”کمپلیکس“ سرکاری سرپرستی میں تعمیر کئے جاتے ہیں۔ حکمرانوں کی جوڑیوں کی تھی وہ اس کے برعکس کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ یقیناً ایسے لوگ اپنے فرائض سے غافل ہیں۔

یہ بھی واضح رہے کہ اونچی قبروں کو گرانے کا حکم صرف غیر مسلموں کی قبروں کے ساتھ نہ تھا بلکہ اس میں سبھی قبریں شامل ہیں۔ ایک مشہور تابعی ثمامہ بن ثنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا مَعَ فُضَالَةَ بْنِ عُيَيْدٍ بَارِضِ الرُّومِ بِرُودَسَ فَنُتَوَفَّى صَاحِبًا لَنَا فَأَمَرَ فُضَالَةَ بِقَبْرِهِ فُسَوَّى ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا۔ [مسلم الجنائز، باب فی تسوية القبر، سنن ابوداؤد، کتاب

الجنائز، باب فی تسوية القبر، رقم: 968]

”ہم فضالہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روم کی سرزمین میں مقام رودس پر تھے۔ ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا۔ فضالہ رضی اللہ عنہ نے اس کی قبر کو برابر بنانے کا حکم دیا تو اسے برابر کر دیا گیا۔ پھر انہوں نے نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ آپ ﷺ قبروں کو برابر کرنے کا حکم فرماتے تھے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونچی قبروں کو مسمار کرنے کا حکم کفار و مشرکین کی قبروں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مسلمانوں کی قبروں کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔ اس میں صاحب قبر کی توہین نہیں کیوں کہ زائد مٹی اٹھانے یا عمارت و گنبد وغیرہ گرانے کا مقصد سنت پر عمل کرنا ہے نہ کہ صاحب قبر کی توہین کرنا۔ ورنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابی اور فوج کے کمانڈر ایک مجاہد کی قبر کو برابر کرنے کا حکم صادر نہ کرتے اور نہ اس پر ”تسوية القبر“ والی حدیث کو بطور دلیل ہی پیش کرتے۔

**ملاحظہ:** برابر کرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ ان کو زمین کے برابر

رکھا جائے اور ذرا بھی اونچا نہ کیا جائے بلکہ قبر کو زمین سے تقریباً ایک بالشت اونچا رکھا جائے گا جیسا کہ فضالہ رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا تھا:

اِخْفُوا عَنْهُ يَا خَفِئُوا عَنْهُ - [دیکھئے حوالہ مذکور]

”مٹی کم رکھو“، یہیں فرمایا: ”کہ مٹی بالکل ختم کر دو۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فرامین کے ہوتے ہوئے جو لوگ پکی اور قبہ نما قبریں بنانے پر مصر ہیں، انہیں قرآن مجید کا یہ فرمان مد نظر رکھنا چاہیے۔

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [سورة النور: ۶۳]

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ دنیا میں کسی فتنے کا شکار نہ ہو جائیں یا (آخرت میں) ان پر دردناک عذاب نہ آجائے۔“ نیز فرمایا:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ [النساء: ۱۱۵]

”جو شخص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر کمر بستہ ہو اور اہل ایمان کی روش کے سوا کسی اور روش پر چل نکلے جبکہ اس پر ہدایت واضح ہو چکی ہے تو ہم اس کو اسی طرف چلائیں گے جدرودہ پھر گیا اور اسے جہنم میں جھونک دیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔“

### مزارات اور فقہاء

قبروں پر قائم کی گئی عمارات سے متعلق احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فقہاء کرام کیا سمجھے ہیں۔ چند ایک کے فتویٰ جات بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔ قاضی ابراہیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الْقِبَابُ الَّتِي بُنِيَتْ عَلَى الْقُبُورِ يَجِبُ هَدْمُهَا لِأَنَّهَا أُسِّسَتْ عَلَى مَعْصِيَةِ الرَّسُولِ وَمُخَالَفَتِهِ وَكُلُّ بِنَاءٍ

أُسِّسَ عَلَى مَعْصِيَةِ الرَّسُولِ وَمُخَالَفَتِهِ فَهِيَ بِالْهَدْمِ أَوْلَىٰ مِنَ الْمَسْجِدِ الضَّرَارِ - [مجالس الابرار، ص: ۱۲۹]

”جو قبہ قبروں پر بنائے گئے ہیں۔ ان کو گرانا واجب ہے کیونکہ ان کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور مخالفت پر ہے۔ ہر وہ عمارت جس کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور نافرمانی پر ہو اسے گرانا مسجد ضرار سے بھی زیادہ ضروری ہے۔“ ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ويجب الهدم وان كان مسجداً

[مرقاۃ: ۴/ ۸۹، مکتبہ امدادیہ ملتان]

”قبر پر تعمیر کردہ ہر قسم کی عمارت کا گرانا واجب ہے اگرچہ مسجد ہی کیوں نہ ہو۔“

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أَعْظَمُ الْمُحَرَّمَاتِ وَأَسْبَابِ الشِّرْكِ الصَّلَاةُ عِنْدَهَا وَاتِّخَاذُهَا مَسَاجِدَ وَبَنَائُهَا عَلَيْهَا وَتَجِبُ الْمُبَادَرَةُ لَهُدْمِهَا وَهَدْمُ الْقِبَابِ الَّتِي عَلَى الْقُبُورِ إِذْ هِيَ أَضَرُّ مِنْ مَسْجِدِ الضَّرَارِ لِأَنَّهَا أُسِّسَتْ عَلَى مَعْصِيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِأَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نَهَىٰ عَنْ ذَلِكَ وَأَمَرَ بِهَدْمِ الْقُبُورِ الْمُشْرِفَةِ - [تفسير

روح المعاني، تفسير سورة الكهف، آیت: ۲۱]

”قبروں کے پاس نماز پڑھنا، ان کو معبد بنانا اور ان پر عمارت تعمیر کرنا بڑے بڑے محرمات اور شرک کے اسباب ہیں۔ ایسی عمارتیں، مسجدیں اور قبہ جو قبور پر بنائے جاتے ہیں ان کو گرانے میں جلدی کرنا واجب ہے۔ اس لیے کہ یہ مسجد ضرار سے بھی زیادہ نقصان دہ ہیں کیوں کہ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی پر بنائی گئی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں سے منع فرمایا ہے اور اونچی قبروں کو منہدم کرنے کا حکم دیا ہے۔“

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں لکھا ہے:

قبر پر بنائی جانے والی مسجد گرا دی جائے گی۔ مردہ اگر مسجد میں دفن ہو تو اسے کھود دیا جائے گا۔ اس کی صراحت امام احمد و دیگر ائمہ نے کی ہے۔ دین اسلام میں مسجد اور قبر اکٹھی نہیں ہو سکتیں جو بعد میں بنے گی اسے ہٹا دیا جائے گا۔ اگر دونوں ایک ساتھ تعمیر ہوں تو جائز نہ ہوگا، نہ وقف صحیح ہوگا اور نہ مسجد میں نماز درست ہوگی، اس لئے کہ نبی ﷺ اس سے منع فرمایا ہے اور ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو قبر کو مسجد بنا لیتے ہیں، یا اس پر چراغ جلاتے ہیں۔ یہ ہے دین اسلام، جسے لے کر نبی اکرم ﷺ تشریف لائے جو لوگوں میں اجنبی بنا ہوا ہے۔ [اصلاح المساجد من البدع والوعائد از علامۃ الشام محمد جمال الدین القاسمی ص: ۲۰۱، ۲۰۲ مترجم]

مزید لکھتے ہیں: معصیت کے وہ مقامات جہاں اللہ اور رسول کی مخالفت ہوتی ہو انہیں جلا دینا یا گرا دینا چاہیے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے مسجد ضرار کو جلا دیا اور گرا دینے کا حکم دیا۔ ایسی جو جگہ بھی ہو، امام کا فرض ہے کہ اسے گرا دے، جلا دے یا بیکار بنا دے۔ جب مسجد گرائی جاسکتی ہے تو پھر وہ قبے جہاں غیر اللہ کو سجدے کروائے جاتے ہیں کیوں نہ گرائے جائیں گے؟ (ایضاً)

نیز فرماتے ہیں:

يَجِبُ هَذَا الْقَبَابِ الَّتِي بُنِيَتْ عَلَى الْقُبُورِ لِأَنَّهَا أُسِّسَتْ عَلَى مَعْصِيَةِ الرَّسُولِ ﷺ

[زاد المعاد، ج: ۳]

”قبروں پر تعمیر کردہ قبوں کو گرانا واجب ہے کیوں کہ ان کی بنیاد ہی رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی پر رکھی گئی ہے۔“

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ مِنَ الْوَلَاةِ مَنْ يَهْدِمُ بِمَكَّةَ مَا بُنِيَ فِيهَا فَلَمْ أَرَ الْفُقَهَاءَ يَعْيُونَ ذَلِكَ۔

[کتاب الام، ج: ۱، ص: ۲۷۷]

”میں نے کچھ حکمرانوں کو مکہ میں قبروں پر بنی ہوئی عمارتیں گراتے دیکھا اور فقہاء نے ان پر کوئی عیب نہیں لگایا۔“

ہمیں یقین ہے کہ احادیث نبویہ ﷺ، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوال ائمہ و فقہاء رحمہم کی روشنی میں ہمارے بھائی اس مسئلے کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ مزید معلومات کے لیے حافظ احمد ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (شارح صحیح بخاری) کی کتاب الزواجر، امام شوکانی رحمہ اللہ کا مقالہ تحریریم رفع القبور اور علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی کتاب ”احکام الجنائز و بدعها“ کی فصل ”ما یحرم عند القبور“ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ نیز علامہ مذکور و مرحوم نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب ”تحذیر الساجد من اتخاذ القبور مساجد“ کے عنوان سے بھی تالیف کی ہے۔



واللہ خیر الرازقین

رجسٹرڈ ٹریڈ مارک 63610

بیکو پنکھے

تیار کردہ: بیکو انجینئرنگ کمپنی (رجسٹرڈ)

جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ فون: 240100, 273423

# آؤ مل بیٹھیں!

محمد نصر اللہ ساقی، عارف والا

پرچار کرتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہونا کامیابی و کامرانی کی علامت ہے۔ ایسے اہل علم جو حجت ہیں ان کے قلم سے ایسی تحریروں کا منظر عام پر آنا ضروری ہے جس سے منکرین قرآن و حدیث صحیح راہ اختیار کریں، ان کے ذہن صاف ہو جائیں اور جو اہل خطاب ہیں ان کی تقریروں میں ایسا مواد ہونا چاہیے جس کا ایک ایک لفظ اہل باطل کے دلوں میں تیر کی طرح پیوست ہو جائے اور ان کو میدان میں آنے کی جرأت نہ ہو۔

ایسے کاموں کی تکمیل کے لیے ایک منظم جماعت کی ضرورت ہے جس کے قائدین ہمت و جرأت کے کوہ گراں ہوں اور عالی مرتبت ہونے کے ساتھ ساتھ جذبہ محبت اسلام سے سرشار ہوں، جن کے دلوں میں اپنی جان و اولاد سے بڑھ کر مسلک و ملت کی محبت کا جذبہ موجزن ہو۔ اپنے اموال سے بڑھ کر اہل حق کی آبرو و عزت ان کو زیادہ محبوب ہو وہ اسوہ رسول ﷺ کے پیکر ہوں، ان کے اندر صدیق ﷺ کی صداقت، عمر ﷺ کی عدالت، عثمان ﷺ کی سخاوت کو قائم کرنے کا جذبہ ہو اور علی ﷺ کی شجاعت ان کے دلوں میں کسی کے خوف و خطرے کو دور کرتی ہو۔ وہ ﴿أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ [الفتح: ۲۹] کی اصل تفسیر اپنے عمل سے پیش کرنے والے ہوں۔

عصر حاضر میں مسلمان مختلف گروہوں میں تقسیم ہو کر دین اسلام کو ضرر پہنچا رہے ہیں کوئی کسی امام کی خاطر اور کوئی کسی دوسرے

دنیا میں بہت سی طاقتیں زور آزمائی کا کھیل، کھیل رہی ہیں۔ ہر طاقت اپنی فوقیت ظاہر کرنے کے لیے ہر قسم کا حربہ استعمال کر رہی ہیں۔ کوئی اعلیٰ ٹیکنالوجی کی مدد سے دنیا کو فتح کرنے کا سہنا دیکھ رہی ہے اور کوئی سیاست کے میدان میں نکل کر سرخروئی کی خواہاں ہے۔ مذہبی دنیا میں بھی اسی طرح کے انقلابات برپا کرنے والے اپنے خوابوں کو شرمندہ تعبیر ہوتے دیکھنے کے لیے اپنے شب و روز ایک کیے ہوئے ہیں۔ مفت لٹرچر تقسیم کرتے ہیں اور طلباء کو گمراہ کرنے کے لیے مختلف قسم کے فری کورس کرواتے ہیں۔ عقیدے میں بگاڑ پیدا کرنے کی غرض سے تقدیر جیسے پیچیدہ معاملوں کو اچھالتے ہیں اور احادیث سے متعلق بے بنیاد شکوک و شبہات لوگوں کے ذہنوں میں ڈالتے ہیں اور ان کے ایمان پر حملہ آور ہوتے ہیں جو شکوک و شبہات پھر ان کی ایمانی تباہی کا باعث بن جاتے ہیں یہ اہل حق اور اہل اسلام کے لیے یہود و نصاریٰ سے بڑھ کر خطرناک ہیں۔ سادہ لوح مسلمان ان کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں ایسے لوگوں کو غیر مسلم سرپرستی حاصل ہے جس کی مدد سے وہ اپنے نیٹ ورک کو وسیع کرنے کے لیے دن رات ایک کیے ہوئے ہیں۔ وہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالتے ہیں اور مسلمانوں کا اتفاق و اتحاد ان کو ایک نظر نہیں بھاتا ایسے لوگوں سے ناپختہ ذہنوں کو بچانا اہل حق کا فرض ہے۔

موجودہ دور میں حالات کو سمجھ کر قدم اٹھانا اور شریعت محمدیؐ کا

امام کی خاطر مناظرے و مباحثے کر رہا ہے لیکن لمحہ فکریہ یہ ہے کہ اہل حدیث (اہل حق) بھی ان دنوں اپنے آپ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں کر پا رہے، ان میں عملی کوتاہی کی بنا پر وہ اہلیت مفقود ہوتی جا رہی ہے جس سے انھوں نے جماعت کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کرنا تھا، وہ محنت و کوشش باقی نہیں رہی جس کے فیوض و برکات صحرا اور میدان کو گل و گلزار بنا کر کائنات کے حسن کو دوبالا کرتے ہیں اور اپنی الہامی خوشبو سے مردہ دلوں کو حیاتِ صالحہ عطا کرتے ہیں۔

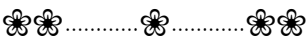
اس دور کا تقاضا یہ ہے کہ اہل حق (اہل حدیث) ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوں ان کی ایسی جمیعت ہو جو دنیا کی نگاہوں کو خیرہ کر دے، وہ اتنے بہادر ہو جائیں کہ اپنی دعوت کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دیں۔ لیکن صد افسوس کہ جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہوتی جا رہی ہے اپنے اقتدار کی خاطر، جماعتی و مسلکی مفاد کو پس پشت ڈالا جا رہا ہے۔ آپس میں نفرتوں اور کدورتوں کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ ان لوگوں نے شیطان کو خوش کر کے رحمن کی مغفرت کو بھلا دیا ہے۔ حالاں کہ ان کے سامنے وہ تاریخی ادوار موجود ہیں کہ مدتوں سے چلتی لڑائیوں و کدورتوں اور نفرتوں کا خاتمہ آن واحد میں ایک کلمہ حق نے کر دیا تھا۔

لیکن آج ان سب باتوں کو سمجھنے کے باوجود ایک دوسرے کو ملنے سے گریزاں ہیں۔ ان نازک حالات میں ہمیں ان باتوں کو ترک کر کے بنیادِ مریض بننا ہوگا۔

اے میرے قائدین! آؤ ان اختلافات کو ختم کر دو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر مسلک و ملت کے مفاد کی سوچو، آپس میں محبت و الفت سے پیش آؤ، لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلاؤ، جمیعت حق سے فائدہ اٹھاؤ، ان کو تحت الثریٰ سے اٹھا کر ثریا کی بلندیوں تک پہنچنے کے ہنر بتلاؤ، قوم کے جذبات کی قدر کرو، طالب علموں کو ان کا منہ سمجھاؤ، تم جانتے ہو کہ طالب علم قوم کا بہترین سرمایہ ہیں، ان کی

درستگی میں قوم کی فلاح ہے، ان کا زیورِ تعلیم سے آراستہ ہونا ملک و ملت کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کر دیتا ہے۔ ان کی جمیعت کے سامنے بڑی بڑی طاقتیں جواب دے دیتی ہیں، ان سے تحریکوں کی کامیابی کے آثار نمودار ہوتے ہیں اور فتح و کامیابی کے گلشن کھلتے ہیں۔ یہ ایسے گلشن کے نایاب پھول ہیں جس گلشن کی آبیاری کرنا تم جیسے باعزت بزرگوں کا کام ہے۔ ان کے عزائم کو بلند کرنا تمہاری شعلہ نوائی کا مریہون منت ہے ان کا محنتی بننا تمہارے محنتی ہونے کا خواہاں ہے ان کا مسلک و ملت کی آبرو کے متعلق سوچنا تمہارا ان کو ولولہ دینے کا محتاج ہے۔ ان کا طاقت بن کر ابھرنا تمہارے جواں ہمت حوصلوں کا طلب گار ہے۔ ان کا باطل حکمرانوں کے سامنے کھڑے ہونا، تمہارا ان حکمرانوں کو لٹکانے کا مقتضی ہے، ان کا کفر و الحاد کے پر نچے اڑانا تمہارا جذبہ جہاد سے سرشار ہونے کا منظر ہے۔

آؤ مل کر ان طالب علموں اور ہم مسلک بھائیوں کو وہ جذبہ و ولولہ وہ پیکار و لٹکانہ ہمت و طاقت اور وہ حوصلہ عطا کرو جس کے انتظار میں وہ برسوں سے تڑپ رہے ہیں ان کو وہ قیادت فراہم کرو جس کی سرپرستی میں وہ اپنے جذبات کو صحیح سمت میں استعمال کر سکیں۔ ان میں اخلاقی قدروں کو بلند کر دو، ان کو وہ بلند حوصلہ عطا کرو جس کی بدولت وہ کوہِ ہمالیہ سے بلند نظر ہوں، وہ کسی خوف و خطر سے گھبراہٹ محسوس نہ کریں، اور اپنے عقیدے و ملک کو پوری دنیا میں عام کرنے کے لیے تن، من، دھن کی بازی لگانے سے کبھی دریغ نہ کریں۔ ان کو اس قدر کمال عطا کرو کہ جس کی بنا پر وہ بیگانوں کو اپنا بنا سکیں، اور بوڑھوں کا سہارا اور ماؤں، بہنوں کی عزت و آبرو کے محافظ بن سکیں۔ ایسا ہونے سے یہ دنیا گلزارِ جنت بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے، آمین۔



# کیا خلیفہ کے لیے قریشی ہونا ضروری ہے؟

عبداللطیف ثاقب، ملتان

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ہی کو لیجیے ان کو جس لشکر کی قیادت سونپی گئی تھی اس میں سادات موجود تھے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ بھی لشکر میں شامل تھے۔ اس کے باوجود حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ہی امیر لشکر بنایا گیا۔ حدیث میں آتا ہے کہ یہ ضرور ہے کہ بارہ خلیفہ ہوں گے سب قریش سے ہوں گے، کسی دشمن کی دشمنی ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ جب تک خلیفہ حکمران رہیں گے اسلام باعزت رہے گا اور لوگ خوش حال۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک مرتبہ ذکر آیا کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہا کرتے ہیں۔

سَيَكُونُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ -

”قحطان میں سے ایک بادشاہ ہوگا۔“

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بن کر غصے میں آگئے اور خطبہ ارشاد فرمایا: ”مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ تم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو ایسی باتیں کہتے ہیں جو نہ قرآن میں ہیں اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ یہ بات (خلافت) قریش میں ہی رہے گی جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے۔ جو ان کی مخالفت کرے گا الٹا رہا ہوگا۔“

[بخاری مع فتح الباری: ۱۴/۱۳]

اس روایت میں ”مَا أَقَامُوا الدِّينَ“ کے لفظ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ پیش گوئی ایک خاص وقت کے لیے تھی جو حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا تھا کہ جب تک قریش

اسلام نے بزرگی کا معیار صرف تقویٰ قرار دیا ہے۔ قرآن و سنت میں ایسی کوئی نص قطعی موجود نہیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ اسلام نے خلافت و امارت کا معاملہ صرف خاندان قریش کے لیے مخصوص کر دیا ہے۔

جب ایسا نہیں ہے تو ہمیں روایتوں سے غلط مطلب کشید کرنے کی بجائے انھیں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ ان کا صحیح مفہوم کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں جو آخری مہم بھیجی اس کی سرداری اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو دی تو کچھ لوگوں پر یہ بات گراں گزری تو صادق المصدوق امام الہدیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَقَدْ طَعَنْتُمْ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ وَقَدْ كَانَ لَهَا أَهْلًا، وَإِنَّ أَسَمَةَ لَهَا أَهْلًا» «وَفِي رَوَايَةِ الْبُخَارِيِّ «وَأَنَّ كَانَ لَخَلِيفًا لِلْأَمْرِ أَىْ أَهْلًا»

”تم لوگ پہلے زید رضی اللہ عنہ کی امارت پر بھی طعن کر چکے ہو۔ حالانکہ وہ اس کا اہل تھا اور اب اسامہ رضی اللہ عنہ کو سردار بنایا گیا ہے اور وہ اس کا اہل ہے۔“

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل معاملہ اہلیت کا ہے اس لیے طعن بے کار ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَوْ كَانَ زَيْدٌ حَيًّا مَا اسْتَخْلَفَ رَسُولُ اللَّهِ غَيْرُهُ

”اگر زید رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سوا کسی اور کو اپنا جانشین نہ بناتے۔“

رقم: ۱۲۹] کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

آٹھویں صدی ہجری تک علمائے اسلام کے ہاں قریشیت کی یہ شرط تسلیم کی جاتی رہی لیکن جب اس کے بعد کے زمانے میں قریش کے حکمران صحیح اوصاف حکمرانی کھو بیٹھے اور اپنے فرائض سے غافل ہو گئے اور دین پر زندہ نہ رہے انھوں نے اقامت دین کا فریضہ ادا کرنے میں کوتاہی کی تو علمائے اسلام کی اکثریت نے مساوات کے اسلامی اصول کے مطابق حکمرانی اور خلافت کے لیے قریشی ہونے کی شرط ختم کر دی۔ اس مسئلے پر سب سے زیادہ علامہ ابن خلدون نے عمدہ بحث کی اور ثابت کیا کہ اب قریش کے حکمران اپنے دینی فرائض میں غفلت برتنے کی وجہ سے اپنا حکمرانی کا استحقاق کھو بیٹھے ہیں۔ ابن خلدون کی اس رائے کو اکثر علماء کی تائید حاصل ہو گئی۔ آج اسلام کے اصول مساوات کے مطابق کوئی بھی شخص مسلمانوں کا خلیفہ ہو سکتا ہے خواہ وہ قریشی ہو یا نہ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ علمائے اسلام نے ترکوں کی عثمانی خلافت کو تسلیم کیا حالانکہ وہ غیر قریشی تھے۔



### ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور

فرخ نامہ اشتہارات فی اشاعت

- ①..... آخری صفحہ ٹاکسل ..... 2400 روپے
- ②..... اندرون صفحہ ٹاکسل ..... 1800 روپے
- ③..... فل صفحہ نیوز ..... 1400 روپے
- ④..... نصف صفحہ نیوز ..... 750 روپے
- ⑤..... چوتھائی صفحہ نیوز ..... 400 روپے
- ⑥..... عام چھوٹے اشتہارات ..... 300 روپے

..... "الاعتصام" میں اشتہار لگوانے اور اپنی تجارت کو فروغ دیں۔  
 ..... اشتہار خوش خط، مختصر اور معاوضہ فراہم کر سکیں۔  
 ..... مسلسل اشاعت (کم از کم 6 ماہ) 20 فی صد خصوصی رعایت۔  
 ..... "الاعتصام" سے تعاون آپ کا اخلاقی فریضہ ہے۔

رابطہ کے لیے

دفتر ہفت روزہ الاعتصام ۳۱ شیش محل روڈ، لاہور، فون: ۳۵۴۲۰۶، ۳۵۴۲۰۷، ۳۵۴۲۰۸

میں دین کو قائم رکھنے کی اہلیت رہے گی حکومت انہی کے قبضے میں رہے گی۔ ان کے خلاف اٹھنے والا شخص رسوا یعنی ناکام و نامراد رہے گا۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب تک قریش میں دین کو قائم رکھنے کی صلاحیت رہی وہ ہی خلافت پر فائز رہے۔

جب ان میں یہ صلاحیت نہ رہی تو خلافت ان سے چھین گئی اور وہ غیر قریشیوں میں منتقل ہو گئی۔ ایک اور روایت سے بات مزید واضح ہو جاتی ہے۔ ”یہ چیز (خلافت) قریش میں رہے گی۔ جب تک دو آدمی بھی قریش میں باقی رہیں گے۔ جب قریش کے ہاتھ سے خلافت نکلے تو کیا اس وقت دو آدمی بھی قریشی نہیں تھے؟

اصل بات یہ ہے کہ جب تک دو آدمی بھی ایسے ہوں گے جو خلافت کے اہل ہوں گے تو یہ خاندان کبھی اس شرف سے محروم نہیں ہوگا۔

یہی بات زیادہ قرین قیاس ہے۔ ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ

”الْمُلْكُ فِي قُرَيْشٍ، وَالْقَضَاءُ فِي الْأَنْصَارِ، وَالْأَذَانُ

فِي الْحَبَشَةِ“

”خلافت قریش میں، قضا و حکم انصار میں اور اذان اہل حبش

میں ہوگی۔“

ترمذی باب فی فضل الیمن طبع دار الاحیاء

الثرات بیروت، مجمع الزوائد: ۱۹۲/۴ ط دار الکتب

العربی، بیروت۔ مسند احمد: ۳۶۴/۲ فتح الباری:

۱۳/۱۱۴ دار المعرفة بیروت۔ تحفة الاحوذی: ۱۰/

۳۰۳۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ فضائل الصحابة:

۷۹۵/۲ طبع بیروت۔ مذکورہ بالا روایت کے مطابق خلیفہ کے

قریشی ہونے کے ساتھ قاضی ہمیشہ انصاری اور موذن حبشی ہونا

چاہیے لیکن آج تک کسی نے اس مفہوم کو بیان نہیں کیا۔

مذکورہ دلائل سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ خلیفہ کے

لیے قریشی ہونا ضروری نہیں بلکہ اس میں اہلیت کا ہونا ضروری ہے۔

پروفیسر مولانا رفیق چودھری صحیفہ ہمام بن منبہ [ص: ۳۰۸ تا ۳۰۹

# مولانا حافظ قاری عبدالحق رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا حافظ صلاح الدین یوسف

یہ اس ویرانی کا ذکر ہے جب مرہٹوں نے دہلی میں لوٹ مار کی انتہا کر دی تھی۔ اس کے بعد ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے دہلی پر دوبارہ قبضے اور آخری مغل حکم ران بہادر شاہ ظفر کی رنگون جلا وطنی کے موقع پر دہلی میں پھر قتل و غارت ہوئی۔ پھر شدہ شدہ وہاں کی رونق بحال ہو گئی اور دہلی ایک مرتبہ پھر علم و دانش کا گہوارہ بن گیا تھا۔ مسیح الملک حکم اجمل خاں جیسے طبیب حاذق اور مسیحائے دوراں اپنی مسیحائی سے وہاں ایک دنیا کو فیض یاب کر رہے تھے، پھاٹک جش خاں میں محدث عصر، شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی کی مسند علم و تدریس نبھی ہوئی تھی اور علم و عمل کے اس چشمہ صافی سے ایک دنیا سیراب ہو رہی تھی اور مفتی کفایت اللہ جیسے اساطین علم مسند افتاء پر فائز تھے۔ سیاست کے میدان میں مولانا ابوالکلام آزاد جیسے عبقری افراد موجود تھے جن کی شرربارتقیریروں اور حکمت و دانش سے بھرپور مساعی سے پورا ملک (متحدہ ہندوستان) انگریز کے خلاف استقلال وطن کے لیے متحرک تھا اور بانی پاکستان محمد علی جناح کی قیادت میں مسلم لیگ پاکستان کے قیام کے لیے سرگرم تھی۔ انہی ایام میں دہلی میں مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ قائم تھا۔ دہلی کے ایک تاجرشیش عطاء الرحمن رحمۃ اللہ علیہ اس کے مؤسس اور بانی تھے۔ کہنے کو یہ ایک مدرسہ ہی تھا لیکن یہ ایسا مثالی مدرسہ تھا کہ اس کے بعد اس معیار کا دوسرا مدرسہ آج تک قائم نہیں ہو سکا۔ اس کے بے مثال ہونے کی وجوہات حسب ذیل تھیں:

(..... ایک، اس کے بانی کا بے پناہ اخلاص، جو اگرچہ صرف

داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی  
اک شمع رہ گئی ”تھی“ سو وہ بھی خاموش ہے  
مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی کا غم ابھی تازہ تھا جن کا انتقال یکم دسمبر کو ہوا، کہ ۳ دسمبر ۲۰۰۶ء بروز اتوار قاری عبدالحق رحمانی رحمۃ اللہ علیہ آف کراچی کی وفات حسرت آیات کی خبر صاعقہ بن کر گری اور امن و سکون کے خرمن کو خاکستر کر گئی۔ انا للہ وانا

الیہ راجعون

قاری صاحب موصوف علماء کے اس طبقے سے تعلق رکھتے تھے جو دارالحدیث رحمانیہ (دہلی) کے فضلاء پر مشتمل تھا۔ دارالحدیث رحمانیہ کی یاد اہل علم کو اس طرح تڑپاتی ہے جیسے کلکتے کے ذکر پر کسی خاص وجہ سے غالب تڑپ اٹھتا تھا، غالب نے کہا تھا کہ  
کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشین  
اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے  
دارالحدیث رحمانیہ کی یاد بھی اسی طرح روح فرسا، برق آسا اور دلوں کو مضطرب کر دینے والی ہے۔ یہ مدرسہ دہلی میں، جب کہ دہلی شہر علم و حکمت کا مرکز اور علماء و فضلاء کا مسکن تھا، اس کی بابت لکھنؤ جا کر میر تقی میر نے کہا تھا کہ

دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب  
رہتے تھے جہاں منتخب ہی روزگار کے  
اُس کو فلک نے لوٹ کر ویران کر دیا  
ہم رہنے والے ہیں اسی اُجڑے دیار کے



ایک تاجر تھے لیکن علماء و طلبائے دین سے بے حد پیار کرتے تھے۔

(..... دوسرے، انتہائی قابل مدرسین کا اہتمام، حافظ احمد اللہ صاحب دہلوی، مولانا نذیر احمد رحمانی املوی اور مولانا عبید اللہ رحمانی مبارک پوری جیسے حضرات وہاں مسندتد ریس پر فائز تھے۔  
(..... تیسرے، حافظ عبداللہ محدث روپڑی جیسے مجتہد العصر اس کے متحن تھے۔

(..... چوتھے، مدرسے کے مہتمم شیخ عطاء الرحمن طلباء کو اپنی اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے اور انہی کی طرح ان سے شفقت فرمایا کرتے تھے۔

یہ اور ان جیسے دیگر اسباب و عوامل نے اس مدرسے کو ایک مثالی درس گاہ بنا دیا تھا، یہاں سے فارغ ہونے والے علماء علم و عمل کے اعتبار سے ممتاز مقام کے حامل تھے، جنہوں نے دینی علوم کے مختلف شعبوں میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ تقریر و خطابت کے میدان میں، تدریس و افتاء کے میدان میں، تصنیف و تالیف کے میدان میں اور تعلیم و تربیت کے میدان میں، ہر جگہ انہوں نے اپنی قابلیت کے جھنڈے گاڑے اور اپنے علم و فضل کا سکھ منوایا۔ اس کے فضلاء دارالحدیث رحمانیہ کی مناسبت سے رحمانی کہلاتے تھے۔

قاری صاحب رحمہ اللہ بھی اسی مدرسے کے فیض یافتہ تھے، فراغت کے بعد آگرہ وغیرہ میں مسندتد ریس اور منصب شیخ الحدیث پر فائز رہے، قیام پاکستان کے بعد کچھ عرصہ حیدرآباد سندھ میں قیام پذیر رہے، وہاں تجارت کو ذریعہ معاش بنایا، پھر کراچی آ گئے، یہاں بھی ذریعہ معاش تجارت ہی رہا اور اس کے ساتھ ساتھ تقریر و خطابت میں بڑا نام پیدا کیا۔

قاری صاحب رحمہ اللہ خطابت کے لحاظ سے بے مثال تھے، اللہ تعالیٰ نے تقریر و خطابت کا بڑا عظیم ملکہ ان کو عطا فرمایا تھا، ان کی تقریر فصاحت و بلاغت کا ایک نادر نمونہ ہوتی تھی۔

اس اعتبار سے وہ پاک و ہند میں ایک نہایت ممتاز اور منفرد

مقام کے حامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حسن صوت کی نعمت سے بھی نوازا تھا، قرآن کریم کی تلاوت نہایت دل نشیں انداز سے فرماتے تھے۔ ان کی تقریر میں ایک طرف فصاحت و بلاغت کا دریائے بے کراں رواں ہوتا، تو دوسری طرف وجد آفریں تلاوت سے سامعین مسحور ہوتے۔ گویا ان کی تقریر فصاحت و بلاغت اور حسن تلاوت کا ایک حسین امتزاج ہوتی تھی جو سامعین پر ایک وجد اور سحر کی کیفیت طاری کر دیتی تھی۔

رمضان المبارک میں نہایت باقاعدگی سے تراویح میں قرآن سناتے تھے، تراویح میں آپ کی قراءت کی روانی، حسن مخارج اور حسن صورت اس قدر مسحور کن ہوتا کہ زبان و بیان کی تعبیرات اس کو الفاظ میں سمیٹنے سے قاصر ہیں۔

تقریر و خطابت اور حسن قراءت میں یکتائے زمانہ ہونے کے ساتھ ساتھ علم میں بھی نہایت پختہ تھے، اس کی ایک وجہ ایام جوانی میں مسندتد ریس سے وابستگی تھی۔ دوسری وجہ آپ ایک نامور محدث کے فرزند گرامی تھے اور مشہور مقولہ ہے: ”الْوَلَدُ سِرٌّ لَا يَبِيْهُ“ ”اولاد باپ ہی کی رازداں ہوتی ہے۔“

آپ مولانا عبد الجبار محدث کھنڈیلوی رحمہ اللہ کے فرزند گرامی قدر تھے۔ محدث کھنڈیلوی جن کی ساری عمر حدیث پڑھنے پڑھانے میں گزری، جماعت کے سربراہ و دروہ علماء و محققین میں سے تھے، ان کی علمی یادگاروں میں ”التبيين في زيادة الايمان“ (عربی) اور ”خاتمة اختلاف“ (اردو) کے علاوہ صحیح بخاری پر ایک فاضلانہ مقدمہ ہے جو غیر مطبوع ہے۔ قیام پاکستان کے بعد اوکاڑہ میں شیخ الہدیث رہے اور وہیں آسودہ خواب ہیں۔ رحمہ اللہ رحمة واسعة

### ایک المیہ

قاری عبدالحق رحمانی صاحب رحمہ اللہ تجارت و کاروبار کی وجہ سے خاصے خوش حال تھے، علاوہ ازیں علمی اعتبار سے بھی غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل تھے، اور یہ دنوں ہی چیزیں ان کے لیے ایک

الیہ کا باعث بنی رہیں۔ جیسے کسی نے کہا ہے۔

اے روشنی طبع تو برمن بلا ہڈی  
”اے روشنی طبع! تو میرے لیے ہی آزمائش بن گئی ہے۔“

اس کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے:

کراچی میں مدارس و مساجد کے منتظم بالعموم وہ لوگ ہیں جو اصحاب حیثیت ہیں اور یہ کوئی زیادہ بری بات نہیں۔ لیکن اس میں اس وقت خرابی آ جاتی ہے جب وہ دولت کے گھنڈ میں علماء و مدرسین کو کوئی اہمیت دینے کے لیے تیار نہ ہوں اور ”ہم چوما دیگرے نیست“ کے زعم باطل میں مبتلا ہو جائیں۔ کراچی کے اکثر منتظمین مدارس و مساجد اہل حدیث میں یہ چیز پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ علماء کو قراوقی اہمیت نہیں دیتے اور جب بھی کوئی بات ان کی طبیعت کی گرانی یا ناگواری کا باعث بنتی ہے، تو وہ بہ یک بینی و دو گوش علماء کو مدرسہ مسجد سے نکال باہر کرنے میں کوئی تامل نہیں کرتے۔

قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طبع خوددار کے لیے یہ بات ناقابل برداشت تھی، اس لیے اُن کی ان لوگوں کے ساتھ اُن بن سی رہتی تھی اور وہ خاموشی کے ساتھ ان سے الگ تھلگ رہنے پر مجبور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کراچی شہر کی کسی بھی بڑی مسجد میں وہ بطور خطیب یا منتظم نہیں رہے اور شہر سے باہر شیر شاہ کی جان لیس فیکٹری کی مسجد میں خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرماتے رہے اور رمضان المبارک میں قرآن مجید بھی وہیں سناتے رہے، حالاں کہ وہ اپنے وقت کے بے مثال اور عظیم خطیب تھے، اسی طرح بے مثال قاری بھی۔ لیکن اصحاب حیثیت منتظمین مدارس و مساجد نے ان کی قدر نہیں کی اور ان کی حیثیت کے مطابق ان کو ان کا مقام و مرتبہ دینے کے لیے تیار نہیں ہوئے۔ ادھر قاری صاحب مرحوم بھی بقول غالب۔

وہ اپنی خونہ چھوڑیں گے، ہم اپنی وضع کیوں بدلیں  
پر عمل پیرا رہنے پر مجبور تھے۔ یا یوں کہہ لیجیے!

واں وہ غرور عز و ناز، یاں یہ حجاب پاس وضع  
راہ میں ہم ملیں کہاں، بزم میں وہ بلائے کیوں  
ہو سکتا ہے ہے اب قاری صاحب کے دنیا سے چلے جانے  
کے بعد انھیں احساس ہو رہا ہو کہ ہم کس گوہر یکتا اور گنج گراں مایہ  
سے محروم ہو گئے ہیں۔ اسی قسم کی صورت حال کے لیے شاعر نے  
کہا تھا۔

اسے ناقدری عالم کا صلہ کہتے ہیں  
مر گئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا  
اللہ تعالیٰ نے ان کو طویل عمر عطا فرمائی، اندازہ ہے کہ نوے  
سے متجاوز ہی ہوں گے، چند سال قبل شدید بیمار ہوئے تھے، لیکن اللہ  
تعالیٰ نے صحت سے نواز دیا اور پھر پہلے کی طرح متحرک اور سرگرم  
ہو گئے تھے، طبیعت باغ و بہار پائی تھی، جس مجلس میں ہوتے اپنی  
نواسخی اور طلاقت لسانی سے مجلس میں چھائے رہتے، بیتے ہوئے  
واقعات، بالخصوص کسی صاحب حیثیت یا کسی صاحب علم سے نوک  
جھونک کی تفصیلات اس طرح بیان فرماتے کہ ان کے حافظے پر  
رشک آتا اور غالب کا یہ مصرع لوح حافظہ پر ابھرتا آتا ہے  
ذکر اس پری وش کا، اور پھر بیاں اپنا..... رحمہ اللہ وغفرلہ

### دو علمی امانتیں

①..... قاری صاحب مرحوم کے سرمخترم بھی ایک بلند پایہ  
عالم دین تھے، مولانا داؤد درغاب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ انھوں نے کئی کتابیں  
لکھیں اور کئی بڑی بڑی کتابوں کے اردو میں ترجمے کیے۔ جیسے تفسیر  
ابن کثیر کا ترجمہ جو الفضل الکبیر کے نام سے شائع ہوا۔ امام ابن القیم  
کی کتاب الروح کا ترجمہ، منقشی الاخبار کا اردو ترجمہ جو دار الدعوة  
السلفیہ کے زیر اہتمام دو جلدوں میں شائع ہوا۔ منقشی الاخبار ہی کی  
شرح نیل الاوطار ہے جو امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے۔ مولانا  
راغب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ضخیم شرح کا بھی ترجمہ کیا ہے جو ابھی تک  
زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوا۔ قاری صاحب موصوف کی بڑی

خواہش اور کوشش تھی کہ کوئی علمی ادارہ اس ضخیم شرح کے ترجمے کو شائع کر دے۔ سب سے پہلے قاری صاحب نے یہ ترجمہ دار الدعوة السلفیہ کے سپرد کیا، وہاں اس کی اشاعت کا بندوبست نہ ہو سکا تو پھر انصار السنۃ احمدیہ کے رئیس مولانا عطاء اللہ ثاقب نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا، لیکن وہ بھی اسے شائع نہ کر سکے، مولانا ثاقب رحمہ اللہ کی وفات کے بعد قاری صاحب رحمہ اللہ نے راقم کو دو تین مرتبہ بذریعہ خط ہدایت فرمائی کہ وہ دار السلام کے روح رواں مولانا عبدالملک مجاہد صاحب رحمہ اللہ سے اس کی اشاعت کی بابت گفتگو کریں۔ لیکن ہر مرتبہ راقم ان کو یہی لکھتا رہا کہ ابھی فی الحال وہ اس کی اشاعت کے متحمل نہیں، کیوں کہ انھوں نے کتب ستہ (صحاح ستہ) کے از سر نو اردو تراجم کا عظیم منصوبہ شروع کیا ہوا ہے۔ اس سے فراغت کے بعد ہی وہ کسی اور بڑے علمی منصوبے پر غور کر سکتے ہیں۔

کم و بیش ایک سال قبل ڈاکٹر محمد ادریس زبیر رحمہ اللہ بانی الہدی انٹرنیشنل نے راقم کو بتایا تھا کہ اب الہدی کی طرف سے اس کی اشاعت کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔ اللہ کرے کہ وہاں سے اس کی اشاعت عمل میں آجائے۔ بلاشبہ یہ ایک علمی امانت ہے، اس کی اشاعت جہاں ایک طرف وافر سرمائے کی تقاضی ہے، وہاں دوسری طرف اس کے لیے شدید علمی محنت اور جگر کا وہی اشد ضروری ہے۔ امید ہے کہ الہدی اس علمی امانت کا علمی حق صحیح طریقے سے ادا کرے گا۔ وبید اللہ التوفیق والسداد

⑤..... جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ قاری صاحب کے والد گرامی قدر اپنے وقت کے پختہ عالم اور عظیم محدث تھے، انھوں نے عربی زبان میں صحیح بخاری پر ایک علمی مقدمہ تحریر فرمایا تھا جو ابھی تک قلمی صورت میں ہے حالانکہ اس کو تحریر کیے ہوئے نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ قاری صاحب موصوف کی خواہش تھی کہ کوئی صاحب علم و تحقیق اس پر نظر ثانی فرما کر اسے قابل اشاعت بنادے۔

اس سلسلے میں شیخ الحدیث، مفتی جماعت مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی رحمہ اللہ کا نام بھی تجویز کیا گیا تھا، اب معلوم نہیں کہ قاری صاحب کا ان سے رابطہ ہوا یا نہیں؟ مزید تفصیلات راقم کے علم میں نہیں۔ اس لیے نہیں کہا جاسکتا کہ مذکورہ مقدمہ کس صورت میں ہے اور کس کے پاس ہے، نیز اس پر تحقیق و نظر ثانی کا کچھ کام ہوا ہے یا نہیں؟

بہر حال یہ بھی ایک علمی امانت ہے جس کی بہ حفاظت اشاعت کا بندوبست ہونا چاہیے اور اس سلسلے میں قاری صاحب رحمہ اللہ کے ورثاء کو بھی پورا تعاون کرنا چاہیے تاکہ ان کے جد امجد کی یہ علمی امانت ضائع ہونے سے بچ جائے۔ وما علینا الا البلاغ المبین

قاری صاحب رحمہ اللہ کا آبائی علاقہ کھنڈیلہ تھا جو راقم کی جنم بھومی..... جے پور..... کے قریب ایک جگہ تھی، پہلے یہ جے پور ہندو ریاست کی راج دہانی تھا۔ اب صوبہ راجستھان کا حصہ ہے۔ ہماری بڑی ہمشیرگان بتلاتی ہیں کہ قاری صاحب یا ان کے والد محترم جب کھنڈیلہ سے جے پور آتے تو ہمارے ہاں بھی تشریف لاتے تھے۔ اس اعتبار سے ایک گونہ خاندانی اور آبائی تعلق بھی قاری صاحب مرحوم سے تھا۔ اس تعلق کو جب تک راقم کے والدین کی رہائش کراچی شہر میں رہی، قاری صاحب نبھاتے رہے اور ہمارے گھر تشریف لاتے رہے۔ لائڈھی منتقل ہونے کے بعد البتہ یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ صرف ایک مرتبہ لائڈھی تشریف لے گئے، اس موقع پر بڑی ہمشیرہ مرحومہ نے مونگ کی دال کا حلوہ ان کے لیے بنایا، تو ان کو بہت پسند آیا، اس کے بعد جب بھی راقم سے ملاقات ہوتی تو اس حلوے کی تعریف فرماتے، کیوں کہ مرحوم خوش پوشاکی کے ساتھ ساتھ خوش خوراک بھی تھے۔ غفر اللہ لہ ورحمہ

اب وہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی خوب میزبانی فرمائے اور جنت کے انواع و اقسام کے کھانوں سے ان کو شاد کام اور مغفرت و رحمت کی سلسیل سے ان کو سیراب فرمائے، آمین۔



# 2006ء کے مسافرین آخرت

محمد سلیم چنیوٹی

①..... علم الدین علیم ناصری: جناب علم الدین علیم ناصری کی وفات ۳۱ دسمبر ۲۰۰۵ء کو رات آٹھ بجے لاہور میں ہوئی تھی۔ یکم جنوری ۲۰۰۶ء کو ان کی نماز جنازہ اور تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔ جماعت اہل حدیث کے فرد فرید، نغز گو شاعر اور فن شعر گوئی میں استاذ فن کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ انھوں نے شاہنامہ بالا کوٹ (حصہ اول و دوم، سوم، چہارم جو چندرہ ہزار اشعار پر مشتمل ہے)، طبع البدیع علینا (نعتیہ کلام)، بدرنامہ اور احدامہ شعر و شاعری پر مشتمل کتابیں یادگار چھوڑی ہیں، الاعتصام کے میسویں ادارے جن کو بلاشبہ اردو نثر کے شہ پارے کہا جاسکتا ہے، بھی ان کی یاد دلاتے رہیں گے۔ جناب ناصری صاحب بڑے خلیق، خود دار، صابر و شاکر، ملنسار، ہم درد اور رہبرانہ شخصیت کے حامل تھے۔ جناب علیم ناصری مرحوم ایک مرتجعاں مرغ شخصیت تھے۔ اردو زبان و بیان کے ماہر ہونے کے ناطے نوآموز قلم کاروں کی بڑی حوصلہ افزائی کرتے تھے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ وہ ایک تربیت کرنے والے بزرگ تھے۔ ان کی شفقتیں اور محبتیں تازہ نگاری یاد رہیں گی۔

②..... میاں عبدالوحید مالواڈا: میاں عبدالوحید مالواڈا ۲۳۱ جنوری کو وفات پا گئے۔ مرحوم برصغیر کی تحریک آزادی کے ممتاز رہنما میاں عبدالعزیز بیرسٹر کے پوتے تھے۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے دور کی مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سابق ناظم مالیات میاں عبد المجید کے بیٹے تھے۔ اور دار الدعوة السلفیہ کے ناظم مالیات میاں

عبدالمعید مرحوم کے بڑے بھائی تھے۔

③..... شیخ خالد مسعود بھنڈاری: خالد مسعود بھنڈاری صاحب قلعہ دیدار سنگھ کے رہنے والے تھے، ان کی وفات ۱۱ فروری کو قلعہ دیدار سنگھ میں ہوئی۔ مرحوم لجنۃ المساجد گوجران والا کے رکن رکین تھے۔ یہ ادارہ کویت کے تعاون سے مساجد تعمیر کروانے کی خدمت سرانجام دیتا ہے۔ شیخ خالد مسعود کی نگرانی میں بہت سی مساجد پایہ تکمیل کو پہنچیں جو ان کے لیے یقیناً صدقہ جاریہ ہوگا۔

④..... مولانا حافظ محمد الیاس سلفی: مولانا حافظ محمد الیاس سلفی کراچی میں ۱۲ فروری کو وفات پا گئے۔ آپ جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان کے مرکزی رہنما تھے۔ ۵۱ برس عمر پائی، متقی و صالح طبیعت رکھتے تھے۔ حافظ صاحب مرحوم مولانا مفتی حافظ عبدالقہار سلفی مرحوم کے بڑے صاحبزادے تھے اور اولیں امام جماعت غرباء اہل حدیث عبدالوہاب دہلوی مرحوم کے پوتے تھے۔

⑤..... ڈاکٹر جاوید احمد خواجہ: ڈاکٹر جاوید احمد خواجہ کو ۱۳ فروری کی صبح نماز فجر کے وقت کسی بد بخت نے فائرنگ کر کے لاہور میں شہید کر دیا۔ رابع صدی سے زیادہ عرصہ ڈاکٹر صاحب نے جہاد و مجاہدین کی بے لوث خدمت میں گزارے۔ اعلیٰ ترین طبی صلاحیت کے باوجود ڈاکٹر خواجہ دکھی انسانیت کے مسیحا تھے۔ انھوں نے غریب اور لاچار مریضوں کے لیے کلینک کھول رکھا تھا اور ان کا مفت علاج کرتے تھے۔ کشمیر میں زلزلے کے بعد سب سے پہلا اور مکمل طبی

وسر جری کیمپ انھوں نے ہی لگایا تھا۔ بڑے بردبار و خلیق انسان اور نہایت منکسر المزاج سادہ بود و باش کے حامل نہایت صالح عبادت گزار بھی۔

⑥..... شیخ عبدالحلیم انصاری: عبدالحلیم انصاری نے ۲۳ فروری کو جھنگ شہر میں وفات پائی۔ جامع مسجد انصاریاں جھنگ شہر کے بانی ارکان میں سے تھے۔ حافظ عبد القادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کے اولین ساتھیوں میں سے تھے۔

⑦..... مولانا محمد ادریس شاکر: مولانا محمد ادریس شاکر مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتگان میں سے تھے۔ ان کا دار الدعوة اور الاعتصام سے بہت ہی مخلصانہ تعلق رہا۔ ساری عمر انھوں نے منڈی عثمان والا کے ہائی سکول کی تدریس میں گزاری۔ انھوں نے ۱۰ مارچ ۲۰۰۶ء کو قصور شہر میں اپنے چھوٹے بیٹے پروفیسر زاہد احمد کے ہاں وفات پائی۔ موصوف شریف النفس، کم گو، متواضع اور خدمت گزار تھے۔

⑧..... چوہدری عبدالمجید: چوہدری عبدالمجید صاحب جماعت اہل حدیث کے بزرگ عالم دین حضرت مولانا عبد الرشید صاحب مجاہد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی تھے۔ ۱۹ مارچ ۲۰۰۶ء کو دنیا سے رخصت ہو گئے۔ انھوں نے اپنے خاندان کے پانچ افراد کے ہمراہ ”ہندومت“ چھوڑ کر دین اسلام قبول کیا تھا اور پھر استقامت سے اس پر عمل پیرا رہنے والوں میں سے تھے۔

⑨..... مولانا اشتیاق حسین: مولانا اشتیاق حسین ۲۳ اپریل ۲۰۰۶ء کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بس کے ایک حادثے میں وفات پا گئے۔ جامعہ سلفیہ کے فاضل تھے۔ دعوت و تبلیغ کے رسیا اور بہترین خطیب و مقرر تھے۔ خلیق و ملن سار شخصیت تھے۔

⑩..... حاجی عبدالحق ناگی: حاجی عبدالحق ناگی ۲۵ اپریل کو داغ مفارقت دے گئے۔ مرحوم کویت کی فلاحی و دینی تنظیم ”لجنۃ القارة

الہندیہ“ کے زیر اہتمام مساجد تعمیر کرنے والی تنظیم لجنۃ المساجد گوجراں والا کے امیر تھے۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی سے فیض یافتہ اور مولانا محمد عبداللہ آف گوجراں والا کے ساتھی تھے۔ انھوں نے بے شمار مساجد بنوائیں۔ حاجی صاحب موصوف ”لجنۃ القارة الہندیہ، کویت“ کے نمائندہ شیخ عارف جاوید محمدی رحمۃ اللہ علیہ کے سر تھے۔

⑪..... مولانا عبدالستار سلفی: مولانا عبدالستار سلفی مہتمم مرکز سلمان فارسی مظفر گڑھ ۲ مئی ۲۰۰۶ء کو وفات پا گئے۔ وہ تبلیغی سلسلے میں بس میں جا رہے تھے کہ ہولناک حادثے میں وفات پا گئے۔

⑫..... مولانا عبدالحفیظ نیازی: مولانا عبدالحفیظ نیازی ۳۱ مارچ ۲۰۰۶ء کو وفات پا گئے۔ مرحوم دارالعلوم تقویۃ الاسلام اوڈاں والا ماموں کائنجن کے مدرس تھے۔ ۱۹۴۰ء میں یاروخیل میانوالی میں پیدا ہوئے۔ بریلوی مسلک پر کاربند تھے۔ بعد ازاں تحقیق کے ذریعے مسلک اہل حدیث پر کاربند ہو گئے۔ باقاعدہ درس نظامی کی تعلیم حاصل کی اور ۱۹۸۷ء میں اوڈاں والا میں مدرس ہو گئے۔

⑬..... مولانا مفتی عبدالقہار سلفی: حضرت مولانا حافظ مفتی عبدالقہار سلفی دہلوی ۳۱ مئی کو وفات پا گئے۔ آپ جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان کے نائب امیر تھے۔ امام عبدالوہاب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے والد گرامی تھے اور امام عبدالستار دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے چھوٹے بھائی تھے۔ موصوف نے ۷۸ برس عمر پائی۔ ان کے صاحبزادگان حافظ عبدالسلام اور مفتی مولانا محمد ادریس سلفی ہیں۔

⑭..... ابو مصعب الزرقاوی: مشہور عالم سلفی مجاہد ابو مصعب الزرقاوی کو امریکی استعمار نے ۸ جون ۲۰۰۶ء کو ایف سولہ طیاروں کے ذریعے پانچ پانچ سو پاؤنڈ کے دو طاقت ور بم گرا کر شہید کر دیا تھا۔ ابو مصعب الزرقاوی ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو عمان کے شمالی قصبے زرقہ میں پیدا ہوئے تھے۔ ۱۹۷۹ء میں جب افغانستان میں روسی رچھہ در آیا تو عرب دنیا کے نوجوانوں نے اس جہاد میں دھڑا دھڑ

شامل ہو کر روس کو چپت گرا دیا، الزرقاوی شہید بھی انہی دنوں یہاں آئے۔ شکست روس کے بعد امریکی آنکھ کے تارے عرب مجاہدین اب امریکی آنکھ کی خار بن گئے تھے۔ امریکی ظلم و ستم نے جب عراقی عوام کا خون پانی کی طرح بہانا شروع کر دیا تو ابو معصب الزرقاوی نے امریکی مزاحمت کی قیادت سنبھال کر امریکیوں کے چھکے چھڑا دیے تھے۔ امریکا نے انہیں اپنے ہدف پر لاکر شہید کر کے دنیا کی عارضی خوشی سے اپنا سینہ ٹھنڈا کیا۔

⑮..... حافظ محمد قمر جاوید و ماسٹر محمد صادق شہید: حافظ محمد قمر جاوید اور ماسٹر محمد صادق (امیر جماعت اہل حدیث چک ۵۲ مراد حاصل پور) کو بوسیدہ قرآنی کاغذات کو آگ کے ذریعے شہید کرتے ہوئے بعض شر پسندوں اور بے سمجھ افراد کے جھرمٹ نے مار مار کر شہید کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۵ جون ۲۰۰۶ء کو ”چھوٹا والا“ حاصل پور میں پیش آیا۔

⑯..... مولانا محمد سلیم اللہ اعوان: مولانا حاجی محمد سلیم اللہ اعوان خطیب جامع مسجد اہل حدیث مرکزی عید گاہ گھوڑے شاہ باغبان پورہ گوجراں والا ۲ جولائی ۲۰۰۶ء کو دل کے دورے کے باعث وفات پا گئے۔ مرحوم پنجاب کے معروف روحانی بزرگ حضرت مولانا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ کے پڑپوتے اور دارالدعوة السلفیہ کے ناظم مالیات محترم ملک محمد عصمت اللہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ جون ۱۹۴۵ء میں پیدا ہوئے تھے۔ جامعہ اسلامیہ چاہ شاہاں گوجراں والا سے فراغت کے بعد مولوی فاضل کیا اور ایک سکول میں تدریس شروع کر دی اور ساتھ ہی ساتھ اصلاح و تربیت کا آبائی ورثہ سنبھال کر خطابت و وعظ کے ذریعے فریضہ حق ادا کیا۔

⑰..... مولانا عزیز الرحمن: مولانا عزیز الرحمن سندھو ۲۹ اپریل کو ملتان میں وفات پا گئے۔ مرحوم مولانا محمد اسحاق سندھو کے بیٹے تھے۔ مسلک اہل حدیث کی بڑی خدمت کی اور اس کی تبلیغ کے لیے ہمیشہ

تندہی سے کام کرتے تھے۔

⑱..... مولانا فاروق اصغر صارم: مولانا فاروق اصغر صارم خطیب جامع مسجد ٹاہلی والی اہل حدیث نوشہرہ روڈ گوجراں والا ٹرائی کے ایک حادثے میں ۲۲ جولائی ۲۰۰۶ء کو جاں بحق ہو گئے تھے۔ تدریسی مہارت کے علاوہ مرحوم علم وراثت میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے انھوں نے سند فراغت حاصل کی۔ جامعہ اسلامیہ گلشن آباد میں تدریس کی۔ تصنیف و تالیف بھی اپنائی اور ادارہ احیاء التحقیق گوجراں والا کی بنیاد بھی انھوں نے رکھی تھی۔ کتابوں کی تالیف و اشاعت ان کی اضافی مصروفیت تھی۔

⑲..... چوہدری فتح محمد: چوہدری فتح محمد ۲۲ جولائی کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ مرحوم چوہدری محمد یاسین ظفر صاحب پرنسپل جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے والد گرامی تھے۔ مرحوم بڑے صابر و شاکر انسان تھے۔ گاؤں میں لوگوں کے فیصلے عدالتوں میں لے جانے کی بجائے، خود کر کے خوشی محسوس کرتے تھے۔ بڑے پاک باز اور ہمدردی سے سرشار بزرگ تھے۔

⑳..... مولانا محمد اکرام اللہ ساجد کیلانی: مولانا اکرام اللہ ساجد کیلانی ۳۰ اگست کو ٹریفک کے ایک حادثہ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم ایک مرزباں مرنج اور شگفتہ مزاج شخصیت کے مالک تھے۔ بہترین قلم کار، دینی خدمت کے جذبہ سے سرشار اور عمدہ خطیب وادیب بھی تھے۔ ان کے مضامین جماعتی رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ ”محدث“، ”لاہور“، ”حرین“، ”جہلم“ اور ”ترجمان الحدیث“، لاہور کے مختلف اوقات میں ایڈیٹر بھی رہے۔

㉑..... حاجی اسد اللہ، گوجراں والا: حاجی اسد اللہ صاحب ٹیچنگ ڈائریکٹر بیکو انڈسٹریز رجسٹرڈ گوجراں والا ۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو طویل علالت کے بعد گوجراں والا میں وفات پا گئے۔ مرحوم مولانا نور حسین گھر جا کھی کے پوتے تھے۔ مولوی محمد خالد گھر جا کھی کے بھتیجے جماعت کے مشہور شاعر عبد الواحد راسخ عرفانی کے بیٹے تھے۔ مرحوم

الاعتصام کے ان مخلص معاونین میں سے تھے جنہوں نے عمر بھر الاعتصام کے تعلق کو خوب نبھایا۔

②..... چوہدری سلیم اختر کمبوہ: چوہدری سلیم اختر کمبوہ نے ۳۰ اکتوبر کو وفات پائی۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کی انتظامیہ اور مجلس شوریٰ کے اہم رکن تھے۔

③..... مولانا محمد اسماعیل: مولانا محمد اسماعیل استاذ جامعہ سلفیہ فیصل آباد ۱۷ نومبر کو وفات پا گئے۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں انہوں نے تقریباً پچیس سال تک پڑھایا۔ کم گو، بے حد شفیق اور ملنسار شخصیت تھے۔

④..... مولانا صفی الرحمن مبارک پوری: مولانا صفی الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ نے اپنے وطن مالوف حسین پور نزد مبارک پور میں یکم دسمبر کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ مرحوم برصغیر کے مردم خیز خطے مبارک پور کے نہایت علمی و ادبی گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ سیرۃ النبی پر عالمی شہرت یافتہ کتاب ”الحریق المنحوم“ کے مصنف تھے۔ اس کے علاوہ بھی ان کی گراں قدر علمی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ تدریس، تحقیق اور خطابت کی صفات سے متصف تھے۔ مناظر اور مبلغ دین تھے۔

⑤..... قاری عبدالحق رحمانی: حضرت مولانا قاری عبدالحق رحمانی کا انتقال ۳ دسمبر کو کراچی میں ہوا۔ مرحوم استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث مولانا عبد الجبار محدث کھنڈیلوی رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند تھے۔ مرحوم جماعت کے بے مثال خطیب، عظیم مدرس اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ غیر معمولی صلاحیتوں سے بہرہ ور تھے۔ مرحوم اپنی گونا گوں خوبیوں کے باعث یاد رکھے جائیں گے۔

⑥..... مولانا ضیاء اللہ اعوان: مولانا ضیاء اللہ اعوان خطیب اوکاڑا ۲۴ نومبر کو وفات پا گئے۔ مرحوم جمعیت اہل حدیث اوکاڑا کے رہنما تھے۔ صوفی محمد عبداللہ (ماموں کا نجن) کے شاگرد اور حافظ عبدالسلام بھٹوی صاحب کے ہم زلف تھے۔

⑦..... ڈاکٹر خالد غزنوی: پاکستان میں طب نبوی کے علاج کے بانی مایہ ناز طبیب ڈاکٹر خالد غزنوی ۱۸ دسمبر کو لاہور میں وفات پا گئے۔ مرحوم کے والد گرامی حضرت مولانا سید محمد اسماعیل غزنوی رحمہ اللہ مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے چچا زاد بھائی تھے۔ ”طب نبوی اور جدید سائنس“ پر چھ جلدیں لکھیں اور صدارتی ایوارڈ حاصل کیا۔

⑧..... مولانا عبدالرشید بستیوی: مولانا عبدالرشید بستیوی بن خطیب اسلام مولانا عبدالسلام بستیوی رحمہ اللہ ۷ دسمبر کو دہلی ہندوستان میں وفات پا گئے۔ مرحوم جامعہ ریاض العلوم دہلی اور ماہنامہ ”الاسلام“ دہلی کے مدیر تھے۔ جامعہ ازہر مصر سے ایم۔ اے اسلامیات کیا۔ سعودی عرب میں بھی رہے وہاں مختلف سکولوں میں تعلیم دیتے رہے۔ پھر دہلی میں واپس آ کر مدرسے کے مدیر رہے اور علمی و تبلیغی امور سرانجام دینے لگے۔



## اعلیٰ معیار کی ضمانت سٹیزن سیکھے، موٹریں اور واشنگ مشینیں

تیار کردہ: سٹیزن الیکٹریکل انڈسٹریز رجسٹرڈ

جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ

فون: 275261, 51538

# تبصرہ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دوسخوں کا آنا ضروری ہے

سیرت رسول ﷺ قرآن کے آئینے میں

سیرت نگار: ڈاکٹر عبدالغفور راشد

ضخامت: ۳۶۰ صفحات

قیمت: ۲۰۰ روپے

ناشر: نشریات، ۴۰ رار دو بازار لاہور،

فون: 0321-4589419

تبصرہ نگار: پروفیسر اختر حسین عاصم (جی سی یونیورسٹی، لاہور)

یہ کتاب قلم و قراطس کی دنیا میں تازہ ہوا کا جھونکا ہے جو دیدہ زیب گیٹ اپ، خوب صورت ٹائٹل، درمیانی ضخامت، مناسب قیمت اور عمدہ طباعت سے مزین منصہ شہود پر آئی ہے اور یقیناً علمی حلقوں میں پسند کی جائے گی۔ امت کے پسندیدہ ترین موضوع پر تحریر کی گئی ہے۔

کتاب کا موضوع امت کا پسندیدہ ترین ہونے کے ساتھ ساتھ اہم اور مبارک بھی ہے۔ بلکہ کسی حد تک نازک بھی جس پر ہر دور میں بہت سی تصنیفات، مقالات تحریر کیے گئے۔ جیسا کہ مصنف نے کتاب کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے اور یہ اعتراف بھی کیا ہے کہ انھوں نے یہ کتاب پروفیسر خالد محمود کی تحریک و ترغیب پر تصنیف کی۔ اس کا حرف اول ممتاز دینی سکالر و معروف دانشور پروفیسر عبدالجبار شاکر نے لکھا ہے۔ جس میں جامعیت کے ساتھ سیرت نگاری کی تاریخ پر روشنی ڈالی ہے اور اس نئی تالیف کی اہمیت کا اعتراف کرتے

ہوئے علمی دنیا کا قیمتی اثاثہ قرار دیا ہے۔

مصنف کا انداز بیان بہت شگفتہ، دلکش اور جدید اردو نثر کا عمدہ نمونہ ہے۔ روایتی طریقے اور عام ڈگر کے مطابق موضوع کو ابواب و فصول میں تقسیم نہیں کیا بلکہ منفرد انداز اختیار کرتے ہوئے ۱۵ بڑے عنوانات قائم کر کے ان کی تفصیل بیان کی ہے۔ عنوانات اس طرح ہیں: ① بعثت رسول ﷺ سے قبل ادیان و مذاہب، ② کتب سماویہ میں آپ ﷺ کے ظہور کی پیش گوئیاں، ③ اسمائے رسول کریم، ④ رسالت و بشریت، ⑤ اہداف رسالت، ⑥ امتیازات رسول، ⑦ واقعہ معراج، ⑧ ہجرت مدینہ، ⑨ غزوات رسول ﷺ، ⑩ یہود و نصاریٰ سے دوستی، ⑪ واقعہ اُفک، ⑫ معجزات، ⑬ ازدواجی زندگی، ⑭ خطبہ حجۃ الوداع، عالمگیر منشور انسانیت، ⑮ حیات طیبہ ﷺ کا آخری دن۔

پہلا عنوان ”بعثت رسول سے قبل ادیان و مذاہب“ اختیار کیا گیا جس میں مروجہ ادیان کا خوش اسلوبی سے تذکرہ کیا ہے۔ اگلا عنوان ”کتب سماویہ میں آپ ﷺ کے ظہور کی پیش گوئیاں“ ہے۔ جس میں تورات و انجیل میں بیان کردہ آپ ﷺ سے متعلق پیش گوئیوں کو درج کیا گیا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے ان اسمائے گرامی کا ذکر ہے جن کا تذکرہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ چوتھا عنوان ”رسالت و بشریت“ ہے۔ جس کے تحت رسالت و بشریت کے باہمی تعلق کی معنویت و اہمیت کو واضح کیا ہے۔ پانچواں عنوان ”اہداف رسالت“ سے متعلق ہے۔ چھٹا عنوان ”امتیازات



اس کی طرف توجہ کی جائے گی۔

سیرت نگار ڈاکٹر عبدالغفور راشد نے پہلے بھی کئی کتابیں اور علمی مقالات تحریر کیے ہیں لیکن یہ کاوش علم کی دنیا میں ایک خوب صورت اضافہ ہے، جو لائق تحسین بھی ہے اور قابل مطالعہ بھی۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ اس کو ہر لائبریری کی زینت بنایا جائے اور مطالعہ کی میز پر سجایا جائے۔

### راہِ حق پر قدم بہ قدم

تالیف: یاسین حمید

ضخامت: ۲۲۸ صفحات

قیمت: ۱۲۰ روپے

ناشر: تحریک اسلامی پاکستان (حلقہ خواتین) مکان نمبر ۲۲۲

گلی نمبر ۵۲، جی ۳/۱۰، اسلام آباد

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

دعوتِ دین کی تحریک پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ داعی کی خود اپنی تربیت بھی ہونی چاہیے۔ ہر کام کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے اور نظم و ضبط سے انجام دیا گیا کام ہی اصل کام ہوتا ہے۔ دعوت کے میدان میں ہماری دینی بہنوں اور ماؤں کا بہت بڑا حصہ شامل ہے۔ ایک گھر، ایک خاندان، ایک سوسائٹی اس وقت تک سدھر نہیں سکتی جس وقت تک اس کے سدھار میں کسی داعیہ بہن، ماں یا خیر خواہ عورت کا ہاتھ نہ ہو۔

زیر تبصرہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک عمدہ کاوش ہے۔ محترمہ مؤلفہ نے دعوت کے میدان میں کام کرنے والی بہنوں کے لیے ایک رہنما کتاب مرتب فرما کر بڑا اچھا فریضہ انجام دیا ہے۔

اس کتاب میں درجہ بدرجہ دعوتی کام کی ایک ترتیب دے دی گئی ہے اور داعیہ یا داعی حضرات کی رہنمائی کی گئی ہے کہ اسے تحریر کی کام کرتے وقت کیسے اپنے قدم آگے بڑھانے ہیں اور کس طرح کام

رسول ﷺ ہے۔ جس میں بڑے خوب صورت انداز میں آپ کے امتیازات بیان کیے گئے۔ جن میں آپ ﷺ کا رحمۃ للعالمین ہونا، خلقِ عظیم کے درجہ پر فائز ہونا، خیر کثیر کا عطا کیا جانا، شرح صدر مرحمت کیا جانا، آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کیا جانا اور آپ ﷺ کا رسول کائنات ہونا، خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔

ساتواں عنوان واقعہ معراج کے متعلق ہے۔ آٹھویں عنوان کے تحت ہجرت مدینہ پر روشنی ڈالی ہے جو کہ نتائج و ثمرات کے حوالے سے انسانی تاریخ کا منفرد اور اہم ترین واقعہ ہے۔ نواں عنوان ”غزوات و سرایا“ ہے جو غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق اور دیگر غزوات و سرایا کے تفصیلی تذکرے کا حامل ہے۔ صلح حدیبیہ، بیعت رضوان، غزوہ موتہ، غزوہ فتح مکہ اور غزوہ تبوک بھی اسی عنوان کے تحت بیان کئے گئے ہیں۔ دسواں عنوان ہے ”یہود و نصاریٰ سے دوستی“ جسے قرآن مجید اور سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں زیر بحث لایا گیا ہے۔ گیارہواں عنوان ”واقعہ اُفک“ ہے جو کہ اسلامی تاریخ کا ہی نہیں بلکہ انسانی تاریخ کا ایک افسوس ناک اور دردناک واقعہ ہے۔

اگلا عنوان معجزات ہے جس میں قرآن مجید، شقِ قمر، شرح صدر، نزولِ ملائکہ اور نزولِ سکینیت جیسے اہم ترین معجزات بیان کیے گئے ہیں۔ تیرھویں عنوان کے تحت ازواجِ مطہرات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ چودھویں عنوان کے تحت حجۃ الوداع کو عالمگیر منشور کے طور پر بیان کیا گیا ہے اور اس کے مندرجات اور اہمیت کو واضح کیا ہے۔ آخری عنوان ہے ”حیاتِ طیبہ کا آخری دن“ جسے باچشمِ تری پڑھا جاسکتا ہے اس عنوان کے تحت لکھی ہوئی تحریر میں سیرت نگار کا قلم دلوں کے تاروں کو چھوتا ہوا نظر آتا ہے۔

حجۃ الوداع و عالمگیر منشور کو انتہائی اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جب کہ یہ تفصیل کا متقاضی ہے۔ امید ہے اگلی اشاعت میں

کو جاری رکھنا ہے۔

حوالے دے کر مغربی اور نیم عریاں و دیوثانہ لباس کی شدید مذمت کی گئی ہے۔

بے پردگی اور بے حیائی کا جو سیلاب آج ہمیں اپنے ارد گرد بازاروں، مارکیٹوں، درباروں، مزاروں، سیرگاہوں اور چوراہوں میں نظر آ رہا ہے اور صنف نازک جس بے پردگی اور غیر شریفانہ لباس میں ہمیں نظر آ رہی ہے ضرورت بلکہ شدید ضرورت ہے کہ اسے لباس کے متعلق تبلیغ کی جائے۔ اکثر خواتین کو تو صرف زمانے کی دیکھا دیکھی یہ بھول ہی گیا ہے کہ ہم لباس کے معاملے میں کس قدر بھول پن کا شکار ہو چکی ہیں۔ امت کے ہر ذی شعور شخص کے لیے ضروری ہے کہ اس بے لباسی کے دور میں کم از کم لباس کے شعور کو تو بیدار کریں اور کوئی ایسی تحریک چلائیں کہ بے لباسی اور لباس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے مؤثر حکمت عملی اختیار کی جائے۔

زیر تبصرہ کتابچہ ایسے تبلیغی مواد سے بھرپور ہے اور مفت تقسیم کے لیے شائع کیا گیا ہے۔



## آداب لباس و فضیلت انسان

مصنف: مولانا عبداللہ دانش

ضخامت: ۷۹ صفحات

قیمت: فی سبیل اللہ

ناشر: عبدالقیوم ملک، مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ، اسلامیہ

پارک، پونچھ روڈ، لاہور۔

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

زیر تبصرہ کتابچہ لباس کے موضوع پر تحریر کیا گیا ہے۔ ایک مسلمان مرد و عورت کا لباس کیسا ہونا چاہیے، اور کس طرح اپنے جسم کو اسے ڈھانپنا چاہیے۔ اس کتابچے میں بڑی تفصیل سے ائمہ کرام، صحابہ و صحابیات کے واقعات اور مشاہیر علمائے اسلام کی تحریروں کے

## الاعتصام

ایک علمی، اصلاحی اور دعوتی جریدہ ہے، اس کے فروغ اور توسیع اشاعت میں بھرپور حصہ لیں۔ اس سے مالی تعاون کرنا آپ کا اخلاقی فریضہ ہے۔ [ادارہ]

## نعتیہ رباعیات

(۱)

واکُلُّوا مُحَمَّدِمٌ ۰ جس کی ہے صفت  
ہے امت بہترین جس کی امت  
میں بھی ہوں اک ادنیٰ سا ثنا خواں اس کا  
رحمت تھی جہاں کے لیے جس کی بعثت!

(۲)

ہم پایہ فلک کا جس سے ہے فرش زمیں  
نامہ بری جس کی کرے جبریل امیں  
جو خیرِ خلّاق ہے، جو ہے خیرِ رسل  
مدح اس کی مرے حیز امکاں میں نہیں!

(۳)

ہاں، اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ سے  
واضح ہے خدا ہی اس کی قدرت رکھے  
دے رشد و ہدایت وہی جس کو چاہے  
داعی خود کو صرف ”مُذَكِّر“ سمجھے!

(۴)

”ہے دُخِ خدائی کارخانے میں کسے؟  
سمجھو نہ علاوہ ایک مرسل کے مجھے  
ہوں غیب کا عالم نہ فرشتہ کوئی  
اللہ کے خزانے نہیں ہیں پاس مرے!“

(۵)

اُمی آیا ذکرِ محدث لے کر  
وہ ذکر جو ہے زندگی قلب و نظر  
تاثرِ کلام سے بالآخر جس کی  
تبدیل ہوا رنگِ زمانہ یکسر!

(۶)

اُمی اُمُّ الْکِتَاب کی برکت سے  
اُمی مِیْرُ اُمَم کی حیثیت سے  
اُمی خَیْرُ الْاُمَم کی تربیت سے  
اُمی اُمُّ الْقُرٰی کی بھی نسبت سے!

☆..... ”وہ سراپا ستودہ ہے“..... نغمہ سلیمانؑ عہد نامہ عتیق